ولهن مثل الذي عليهن

رفع النقاب

عن

وجہ عروس الحجاب

جس مین

نہایت ہی تحقیق وتدقیق کے ساتھ قران حدیث
اور فقہ سے مروجہ پردے کی تردید اور شرعی
پردے کی تصحیح اور سچی حدیثین بتائی گئی ہین

مصنفہ
جناب مولینا مولوی احمد مختار صاحب عباسی چڑیاکوٹی

سنہ ۱۹۰۱ع

دلگداز پریس لکھنؤ [illegible] چھپکے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی نوالہ والصلوٰۃ علی رسولہ محمد و صحبہ و آلہ

سالہا سال سے پردے کی بحث چھڑی ہے۔ مولوی محب حسین صاحب مدعی ہین کہ ہند کا پردۂ مروجہ شرعی نہین بلکہ زائد علی الشرع ہے فمن یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الظلمون پرچہ معلم نسوان اسی اعلان کے لیے ماہانہ شائع ہوتا ہے۔ پردۂ مروجہ کو بہت سے لوگون نے شرعی ثابت کرنا چاہا اور رسالے بھی لکھے۔ مناظرے کی غرض تو اظہار حق ہے لیکن صدیون سے مسلمانون مین مکابرہ کا نام مناظرہ ہو گیا ہے۔ فی الحال مجھے میرے مخدوم و مکرم مشہور مورخ و ناولسٹ جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر نے ایک کتاب الحجاب نامی مولفۂ مولوی یوسف صاحب وحشی عنایت فرمائی ہے۔ مؤلف ممدوح نے اس بات کا ادعا کیا ہے کہ پردۂ مروجہ کو وہ قرآن و حدیث سے شرعی ثابت کرین گے۔ اس کتاب مین میرا مقصد یہ ہے کہ دونون پرچا کمانہ نظر کرون اور دیکھون کہ مولوی وحشی صاحب اپنے ادعا مین کہان تک کامیاب ہوے ہین۔ قبل اس کے کہ اصل بحث کی طرف رجوع کرون مین چند مقدمات لکھ دینا مناسب جانتا ہون کہ وہی میرے مسلمات ہین۔ ناظرین کتاب اگر وقت مطالعہ ان مقدمات کو زیر نظر نہ رکھین گے تو غالباً کماحقہ مطالعۂ کتاب سے بہرہ ور نہون گے۔

مقدمۂ اول۔ مولوی محب حسین صاحب اور جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کا دعوی صرف اسی قدر ہے کہ پردۂ مروجہ زائد علی الشرع ہے۔ شرعی پردہ صرف اتنا ہے کہ عورت گھٹا ٹوپ چادر اوڑھ کر ضروریات کے لیے بلا کسی قید کے باہر نکل سکتی ہے جیسا کہ اور ممالک اسلام مین ہے۔

مخالفین نے اس دعوے کو یون مشتہر کیا کہ عورتین فرنگنون کی طرح غیر مردون سے خلا ملا رکھ سکتی ہین۔ بازارون مین نظارہ بازیان کرنی ان کو مباح ہے و جائز۔ اور ان دونون

تقریرون مین جو فرق بیّن ہو وہ ظاہر ہو۔

مقدمۂ دوم ۔ کوئی امر خواہ وہ بُرا ہو یا بھلا جب کسی قوم مین رواج پاجاتا ہو تو امتداد زمانہ سے جزو مذہب ہوجاتا ہو۔ پھر جب کوئی مصلح یا ریفارمر عرصۂ دراز کے بعد اُس کی اصلاح کرنا چاہتا ہو تو لوگ کہتے ہین مَاسَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْٓ اٰبَآءِنَا الْاَوَّلِیْنَ۔

مقدمۂ سیوم ۔ جو امر یا حکم قرآن مجید مین بالتصریح مذکور ہو۔ اگر حدیث کسی مفسر۔ محدث یا مجتہد کا قول اس پر مستزاد ہو تو اس قول کو حکم قرآنی کا ضمیمہ کرنا صحیح نہین ہو اسلیے کہ قرآن مجید کے احکام یقینی و متواتر ہین اور حدیث یا اقوال علماء مجتہدین (بشرط صحت) یقینی نہین ہین۔ پس اُمور یقینیہ کا ضمیمہ اُمور غیر یقینیہ کو کرنا نامناسب ہی نہین بلکہ غلط ہو۔

مقدمۂ چارم ۔ ظاہر حدیث سے قطعی حکم بلا درایت نکالنا صحیح نہین ہو اور اس کے کئی وجوہ ہین۔ (اول) فن حدیث کی تدوین وفات رسول اللہ صلعم کے دوسو برس بعد ہوئی ہے اور باتفاق علماے حدیث رحمہم اللہ تمام احادیث بالمعنی مروی ہین اور یہ ظاہر ہو کہ تبدیل الفاظ سے معنے کچھ کے کچھ ہو جاتے ہین (دوم) دوسری مشکل یہ ہو کہ محدثین ایک ہی حدیث کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے کئی بابون مین لکھتے ہین جس سے تفصیلی پتہ چلنا امر دشوار بلکہ ناممکن ہو۔ (سوم) فن حدیث مین علم معانی و بیان کی بھی سخت ضرورت ہو محض الفاظ سے استنباط حکم محال ہے اسلیے کہ بات کرنے مین انداز سخن۔ طرز ادائے سخن۔ موقع و محل یہ سب دیکھا جاتا ہو۔ انداز بدل جانے سے ایک ہی کلام مختلف معنے پیدا کرتا ہو۔

مقدمۂ پنجم ۔ قرآن شریف مین جس قدر احکام ہین سب مین مخاطب تو مرد ہین لیکن شامل عورتین بھی ہین۔ صیغۂ مذکر سے یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ یہ حکم مردون ہی کے لیے ہو۔ یہ ہر زبان کا قاعدہ ہو کہ جس حکم مین مردون عورتون دونون کی شرکت منظور رہوتی ہو اس کو صیغۂ مذکر سے بیان کرتے ہین۔ مثلاً چند آیتین پیش کرتا ہون۔

(۱) حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ الآیہ یہ نماز کا حکم ہے۔

(۲) كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ الآیہ یہ روزہ کا حکم ہے۔

(۳) اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ یہ وضو کی ترکیب ہو۔

"حافظوا" صیغۂ مذکر حاضر ہے۔ "علیکم" ضمیر مذکر حاضر ہے "قمتم" صیغۂ مذکر حاضر ہے اور کچھ شک نہین کہ یہ حکم مردون عورتون دونون کے لیے ہو اور اسی طرح تمام

احکام صیغۂ مذکر ہی سے بیان ہوے ہین۔ پس جب تک کہ کوئی کافی ثبوت اس امر کا نہو کہ یہ حکم مردون کے ساتھ خاص ہے مرد و عورت دونون کے لیے ہوگا۔

مقدمۂ ششم ۔ اس مین شک نہین کہ جو مسئلہ فقہائین متفق علیہ ہے وہ بہت زیادہ قابل وثوق ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے ان کا مختلف فیہ مسئلہ بھی ویسا ہی ناقابل اعتنا ہے۔ فقہا کا اختلاف مشہور ہی پس مختلف فیہ مسئلہ مین کسی فقیہ کے قول کو سند لینا ترجیح بلا مرجح ہے جو صحیح نہین ہے۔ جب تک کوئی دلیل عقلی ہو یا نقلی نہ قائم ہو کسی فقیہ و مجتہد کا قول حجت نہین ہو سکتا وعلیہ الشافعی و ابن حزم علیہما الرحمۃ حیث قالا لا حجۃ فی قول احد دون رسول اللہ صلعم

خادم العلما

احمد مختار عباسی ایپڑا کوٹی حال وارد لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الکتاب

یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا	مسلمانو! دوسروں کے گھروں مین
بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا	بلا اجازت نہ داخل ہوا کرو اور جب
وتسلموا علی اھلھا (سورۂ نور)	داخل ہو تو گھر والون پر سلام کر لیا کرو

اس آیت مین چند امور قابل بحث ہین (اول) مولوی وحشی صاحب تو اس بات کے مدعی ہین کہ ہند کے پردۂ نسوان کو شرعی ثابت کرین گے یعنے عورتون کا عمر بھر چار دیواری کے اندر رہنا اور بلا ڈولی کے باہر نہ نکلنا -

مجھے تعجب ہی کہ اس آیت سے جسکو آیات حجاب سے کوئی تعلق نہین ہی وہ اپنا دعوی کیونکر ثابت کر سکتے ہین - بلکہ میرے خیال مین تو یہ آیت جتنا ہی وحشی صاحب کو مضر ہی اُتنا ہی مولوی محب حسین صاحب کے مفید مطلب ہی (کما سیجئ) (دوم) جیسا کہ ہم پانچوین مقدمہ مین بیان کر آئے ہین - اس آیت کا مطلب تو یہ ہی کہ مرد جب مرد یا عورت کے گھر اور عورت جب مرد یا عورت کے گھر جانا چاہے تو بلا اجازت نہ جائے - چونکہ بقول وحشی صاحب یہان اللہ تعالی قصۂ افک اور اس کے زواجر کو ذکر کرکے اُن باتون کے زواجر بیان فرماتا ہی جن سے وقوع تہمت کا احتمال ہو سکتا ہی - یہ آیت مردون عورتون دونون کے لیے ہی کہ نہ مرد عورت کے گھر مین بلا اجازت جائے اور نہ عورت مرد کے گھر مین بلا اجازت جائے - اس لیے کہ وقوع احتمال تو اُسی وقت ہو سکتا ہی جب مرد و عورت اکٹھا ہون - تواریخ سے ثابت ہی کہ عرب مین کبھی ڈولی کا رواج نہین تھا اور نہ ہی - اور نہ عہد رسالت مین بُرقع کا رواج تھا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ عورتون کو اپنے گھرون سے نکل کر دوسرے

گھرون مین اجازت لیکر جانا ممنوع نہین ہے- اور یہ پردۂ ہند کے منافی ہے- (سوم) یہ آیت قدسیہ ایک اخلاقی امر پر مبنی ہے کہ کسی شخص کو دوسرے کے گھر مین بلا اذن نہین جانا چاہیے۔ اولاً اس وجہ سے کہ بعض اوقات انسان ایسے اشغال مین مصروف رہتا ہے کہ دوسرون کا آنا ناگوار گذرتا ہے پس اس حال مین آنے والا اگر اجازت چاہے گا اور اُس کو بُلانا منظور نہ ہوا تو عذر کرے گا چنانچہ ہمارے اس دعوے کی موید آگے والی آیت ہے فان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم (ترجمہ) پھر اگر تم سے کہا جائے کہ واپس جاؤ تو واپس چلے جاؤ کہ یہی تمھارے حق مین بہت اچھا ہے مشکوٰۃ مین ایک حدیث مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلعم اپنے مکان مین لیٹے ہوے تھے اور آپ کے دونون زانو کھُلے ہوے تھے۔ اسی حال مین حضرت صدیق اکبر نے باریابی کی اجازت چاہی۔ رسول اللہ صلعم نے اندر بُلا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر رضؓ نے اجازت چاہی آپ نے اُنھین بھی بُلا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمانؓ نے آکر آنے کی اجازت چاہی۔ اُس وقت رسول اللہ صلعم درست ہو کر بیٹھے۔ زانو کو ڈھانک لیا تب بُلایا۔ ان لوگون کے رخصت ہونے کے بعد جناب عائشہ صدیقہ رضؓ نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ بہت شرمگین ہین اگر مین اسی طرح بیٹھا رہتا تو وہ شرم کے مارے بات بھی نہ کرتے۔ اس حدیث سے ہمارے قول کی تائید ہوتی ہے کہ ایک شخص کا دوسرے کے گھر مین بلا اجازت نہ جانا ایک اخلاقی حکم ہے جس کو پردۂ نسوان سے کوئی تعلق نہین ہے- اگر یہ حکم پردے سے متعلق ہوتا تو محض مردون کو عورتون کے پاس جانے سے ممانعت ہوتی۔ حالانکہ ایسا نہین ہے جس طرح مرد کو مرد کے مکان مین بلا اذن جانا ممنوع ہے عورت کو بھی عورت کے مکان مین بلا اجازت جانا ممنوع ہے- پس اگر اس آیت سے حضرت وحشی کے زعم مین کوئی حجاب کا پہلو نکلتا ہے تو مرد کو مرد سے اور عورت کو عورت سے بھی علی العموم پردہ کرنا چاہیے- یورپ مین عموماً یہ دستور ہے کہ نہ بھائی بھائی کے کمرے مین بلا اجازت جا سکتا ہے۔ نہ باپ کے کمرے مین بیٹا بلا اذن جا سکتا ہے یہانتک کہ زوجین بھی ایک دوسرے کے کمرے مین بلا اجازت نہین جا سکتے اور کچھ شبہ نہین کہ یہ تہذیب اہل مغرب نے اسلام سے سیکھی ہے- تعجب نہین اگر ہمارے وحشی صاحب ان لوگون پر بھی پردہ نشینی کا حکم لگا دین۔

(چہارم) باوجود اس کے کہ عورتون کے با ہر نکلنے اور مردون سے مخالطت کرنے سے قصۂ افک کا جیسا واقعہ پیش آیا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے پردۂ مروجۂ ہند نہین جاری کیا (کما سنبینہ) مولوی محب حسین صاحب کے دعوے پر یہ مضبوط شاہد دلیل ہی۔

قال اللہ تعالیٰ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجہم ذلک ازکیٰ لہم وقل للمومنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن سورۂ نور (ترجمہ) کہدے مسلمان مردون سے کہ اپنی آنکھین نیچی رکھین اور اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرین اور کہدے مسلمان عورتون سے کہ اپنی آنکھین نیچی رکھین اور اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرین۔ یہ ان کے لیے بہت اچھا ہی۔ اس آیت مین چند مسائل ہین (**اول مسئلہ**) جناب وحشی صاحب تو **غض** کے معنے عدم نظر کہتے ہین تو معنے آیت کے یہ ہوے "کہ وہ مردون سے کہ نہ دیکھین" اب ہم وحشی صاحب سے یہ پوچھتے ہین کہ کس چیز کے نہ دیکھنے کی ممانعت ہی۔ اور یہ کلام الٰہی کا بہت بڑا مقسم ہم کہ دیکھنے کی ممانعت تو کی لیکن یہ نہ بیان کیا کہ کس چیز کے دیکھنے سے ممانعت ہے۔ ہان اگر مطلقاً ممانعت عن النظر ہے تو انسان پر دنیا تنگ ہی۔ ہر شخص کو راہ چلنا محال ہی۔ باقی رہا وحشی صاحب کا یہ کہنا کہ فلان چیز کے دیکھنے سے ممانعت ہے تو یہ قول مردود ہی۔ جب خدا نے خود تصریح شی ممنوعۃ النظر کی نہین کی تو کسی کا محض قیاس قابل اعتبار نہین ہی۔ وحشی صاحب کہتے ہین کہ عورت کو دیکھنے کی ممانعت ہے۔ ہم کہتے ہین مرد کے دیکھنے کی ممانعت ہے۔ پھر اسی طرح جس شخص کی عقل مین جو آئے گا وہی ٹھہرائے گا تو کلام الٰہی نہ ہوا کھیل ہوا۔

دوسرا مسئلہ۔ اگر "غض" کے معنے نظر نیچی کرنے کے لین جیسا کہ جمہور مفسرین نے لکھا ہی تو علاوہ اس کے کہ معنی چسپان ہوجاتے ہین وحشی صاحب کا مطلب بھی حاصل ہوتا ہی اس لیے کہ جب کوئی آنکھین نیچی کر کے چلے گا تو لامحالا کسی غیر پر نظر نہ پڑے گی (اور یہی آپ کا مطلب ہی خواہ وہ غیر عورت ہو یا مرد ہو)

تیسرا مسئلہ۔ نظر نیچی کر کے چلنے سے محض یہی منشاء الٰہی نہین ہی کہ مرد کو عورت اور عورت کو مرد نہ دیکھے گو ضمناً یہ حاصل ہوتا ہی بلکہ اصل مطلب یہ ہی کہ انسان آنکھین نیچی کر کے چلے تا راستہ اپنا دیکھ سکے۔ ٹھوکر کھانے سے بچے اگر جنگل مین ہی تو کانٹون مین نہ الجھے۔ ادھر ادھر دیکھ کر چلنے مین یہ سب باتین مفقود ہین۔

چوتھا مسئلہ۔ ولو سلمنا ہم یہی معنی لیتے ہین کہ راہ چلنے مین مرد عورت کو اور عورت مرد کو

نہ دیکھے تو یہ معنے مولوی محب حسین صاحب کے دعوے کو بہت مفید ہین۔ جب کہ منہ کا پردہ مروجہ
یعنی عورتون کا چاردیواری کے اندر رہنا شرعی پردہ ٹھہرا تو غض بصر کا حکم ہی فضول ہوا۔ اسلیے
کہ چاردیواری کے اندر جب تک عورتین رہین گی وہان محارم مرد اور عورتون ہی کا سامنا ہوگا
اور ان کو دیکھنا ممنوع نہین ہی۔ حاصل یہ کہ جب عورتین قطع راہ کرین تو مردون کو نہ دیکھین
اور نہ مرد عورتون کی طرف نظر کرین اور اس سے پردۂ مروجہ کا ابطال ہوا جاتا ہی۔ ڈولی پر
چلنے مین بھی یہ بات مفقود ہی اس لیے کہ ڈولی پر ہر چہار طرف پردہ پڑا رہتا ہی۔ پس غض بصر کا
فائدہ جب ہی حاصل ہوگا جب کہ عورت پیدل چلے یا کھلی گاڑیون پر ہو۔

پانچوان مسئلہ۔ عورت کا ستر دو قسم پر ہی۔ ایک ستر تو وہ ہی جو عورت عورت کو بھی نہین
دکھا سکتی (اور یہ ما بین السرۃ والرکبتین ہی) دوسرا ستر وہ ہی جو عورت عورت اور نیز
محارم مرد کو دکھا سکتی ہی۔ جیسے۔ چہرہ۔ ہاتھ وغیرہ وغیرہ۔

پس وحشی صاحب کا یہ کہنا کہ اس آیت مین مرد کو عورت کے دیکھنے کی ممانعت ہی بالکل
مہمل ہی جب کہ عورت کے تمام بدن یہان تک کہ چہرے کو بھی آپ ستر مین داخل سمجھتے ہین تو
مرد غیر عورت کی کیا چیز دیکھے گا اس لیے کہ وہ تو تمام بدن چھپائے ہوگی اور کپڑون کا دیکھنا عبث
ہی۔ آپ کے اس کہنے کے ساتھ ہی کہ مرد کو عورت کا دیکھنا اور عورت کو مرد کا دیکھنا ممنوع ہے
مولوی محب حسین صاحب کا دعوی ثابت ہوجاتا ہی اولاً اس وجہ سے کہ چاردیواری کے اندر
تو مرد اپنی محرمات کو دیکھے گا جو ممنوع نہین ہی۔ ہان دوسری عورتون کا دیکھنا سو یہ اُسی وقت
ہوتا جب کہ مرد عورت کے گھر جائے یا راہ مین کھلے منہ دیکھے اور یہ دونون اُمور پردۂ مروجہ کے
مبطل ہین۔ ثانیاً اس وجہ سے کہ جب عورت کے چہرے کو آپ شرعاً ستر کہتے ہین تو غیر مرد غیر
عورت کے چہرے کو دیکھ کیسے سکتا ہی۔ الحاصل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کہ مرد اپنی آنکھین
نیچی رکھین عورتین اپنی آنکھین نیچی رکھین اور اس حکم سے مولوی وحشی صاحب کا یہ مطلب
استنباط کرنا کہ مرد عورت کو نہ دیکھے اور عورت مرد کو نہ دیکھے دو اُمور ثابت ہو جاتے ہین۔
ایک تو یہ کہ عورتین ساتر لباس پہن کر باہر نکل سکتی ہین کیونکہ غیر مرد غیر عورت کو اور
غیر عورت غیر مرد کو اُسی وقت دیکھین گے جب کہ عورتین باہر نکلین۔ باہر سے کوئی مرد
چاردیواری کی پردہ نشین عورتون کو نہین دیکھ سکتا۔ دوسرے یہ کہ عورت کا چہرہ داخل
ستر نہین ہی وہ منہ کھول کر باہر نکل سکتی ہی کیونکہ عورت کا چہرہ جب تک کھلا نہو گا مرد نہین

دیکھ سکتا اور آیت کے معنے بھی صاف ہو جاتے ہین کہ مرد کو نظر نیچی کر کے چلنے کا حکم اس لیے
ہے تاکہ عورت کا چہرہ نہ دیکھ سکے جو منجر بخرابی ہو اور اسی طرح عورت مرد کا چہرہ نہ دیکھے
یہ سب اُمور وحشی صاحب کے دعوے کو ملیامیل کرنے والے ہین۔

چھٹا مسئلہ۔ پردے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "ذلک ازکی لھم"
یہ اُن کے واسطے بہت اچھا ہے۔ یہ قابل غور ہے "ازکی" صیغہ افعل التفضیل ہے جو زیادتی
معنے پر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) یعنے اللہ سے بڑا کوئی نہین ہے۔
اسی طرح ذلک ازکی سے بھی مراد ایزدی یہی ہے کہ اس سے عمدہ پردہ نہین ہو سکتا یہی کافی
وشافی ہے کہ مرد اپنی آنکھین نیچی رکھین عورتین اپنی آنکھین نیچی رکھین اور راہ چلتے مین ایک
دوسرے کی طرف نہ دیکھین۔ پس بقول مولوی محمد احسن صاحب سہارنپوری کے مسلمانان
ہند کی جرأت کو عموماً اور وحشی صاحب کی جرأت کو خصوصاً دیکھنا چاہیے کہ اللہ تعالے تو
اس پردے کو سب سے اچھا کہتا ہے اور آپ لوگ کہتے ہین کہ نہین ہمارا موجودہ پردہ اس سے
بھی زیادہ اچھا ہے۔ تفسیر مدارک التنزیل مین "قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن"
کے تفسیر مین یون لکھا ہے

فلا یحل للمرءة ان تنظر من الاجنبی
الی ماتحت سرتہ الی رکبتیہ وان
اشتھت غضت بصرھا ولا تنظر
الی المرءة الا الی مثل ذلک وغض
بصرھا من الاجانب اصلا اولی
بھا وانما قدم غض البصر علی
حفظ الفرج لان النظر برید الزنا

نہین جائز ہے کسی عورت کو مرد کے ان اعضا
کا دیکھنا جو ناف اور گھٹنون کے بیچ مین ہین
ہان اگر شہوت ہو تو اپنی آنکھین نیچی کر لے
اور نہ دیکھے عورت عورت کے اعضا کو مگر اسی قدر
اور آنکھون کا نیچی رکھنا اجانب سے بہت
اچھا ہے۔ اور نہین مقدم کیا اللہ نے غض بصر کو
حفاظت شرمگاہ پر مگر اس لیے کہ
نظر زنا کا ارادہ کرتی ہے ۱۲ —

(مدارک التنزیل مطبوعہ مطبع افضل المطابع صفحہ ۳۴۰) یہان تین باتین ہمارے مفید مطلب ہین
(۱) صاحب تفسیر نے حصر کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ عورت کو مرد کے بدن سے مابین السرہ
والرکبتین کا دیکھنا ممنوع ہے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے علاوہ اور اعضای
مرد کو عورت دیکھ سکتی ہے (۲) حالت شہوت مین نظر نیچی کر لینے کا حکم ہے۔ اس سے دو
فائدے نکلتے ہین اول یہ کہ اجنبی عورت اجنبی مرد کو بلا شہوت اگر دیکھے تو کوئی حرج نہین ہے

اس لیے کہ شہوت بالنظر جب ہوگی اجنبی کے ساتھ محارم پر نظر ڈالنے سے شہوت ہونا بدیہی غلط ہے دوم یہ کہ غیر مرد پر عورت کی نظر اُسی وقت پڑے گی جب وہ باہر نکلے۔ (۳) (اور نہ دیکھے عورت عورت کے اعضا کو مگر اُسی قدر) یعنے عورت عورت کے بدن کو بھی اتنا ہی دیکھ سکتی ہے جس قدر اجنبی مرد کے بدن پر نظر ڈالنا مباح ہے۔ اس امر سے تو غالباً وحشی صاحب کو انکار نہ ہوگا کہ عورت عورت کے چہرہ۔ سینہ۔ ہاتھ۔ پاؤن۔ پیٹ۔ پیٹھ کو دیکھ سکتی ہے اور یہی اعضا مرد کے بھی دیکھنا عورت کے لیے مباح ہے جیسا کہ صاحب تفسیر کے قول سے اظہر ہے جس کو ہم نے قوسین مین لکھا ہے۔ پھر آخر مین صاحب تفسیر یہ بھی فرماتے ہین کہ "اگر مرد و عورت نظر نیچی رکھین ایک دوسرے کو بلا اجازت نہ دیکھین تو یہ اولی ہے" بلاشک اس حکیمانہ قول سے کوئی شخص انکار نہین کرسکتا اور خود منشاے ایزدی یہی ہے۔ اجنبی عورت اجنبی مرد کو اُسی وقت دیکھے گی جب ہند کا پردۂ مروجہ ٹوٹ جائے گا۔

امام شافعی فرماتے ہین کہ اجنبیہ کو بالقصد دیکھنا جائز نہین ہے اور اگر اتفاقاً نظر پڑ جائے تو غض بصر لازم ہے۔ اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہین کہ اگر خوف فتنے کا نہو تو ایک نظر دیکھ لینا جائز ہے لیکن دوبارہ دیکھنا خواہ خوف ہو یا نہ ہو ناجائز ہے۔ انتہی (الحجاب صفحہ ۴۶)

امام شافعی و امام اعظم رح دونون کی ان تقریرون سے پردۂ مروجہ کا ابطال اور مولوی شرر صاحب کے دعوے کا اثبات ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اجنبی عورت کی نظر اجنبی مرد پر خواہ بالقصد ہو یا نہو اسی وقت پڑے گی جب عورتین عام طور پر ساتر لباس پہن کر نکلین جیسا کہ عرب شریف اور تمام ممالک اسلام مین ہے۔ چار دیواری کے اندر ڈولی مین تو مستورات اجنبی مرد کا سایہ دیکھنے سے بھی قاصر ہین۔ اور امام رازی کا قول لان الغالب ان الاحتراز عن الاولی لایمکن فیوقع عفوا یعنے پہلی نظر سے اکثر بچانا ناممکن ہوتا ہے اس لیے یہ معاف سمجھی گئی۔ ہمارے دعوے کی دلیل ہے جس کو آپ ناحق اپنے استدلال مین پیش کرتے ہین۔ پردۂ مروجہ مین تو مرد پر پہلے نظر پڑنا کیا تمام عمر نظر نہین پڑسکتی پھر پہلی نظر کا معاف کرنا چہ معنی دارد۔ ہان یہ اُس وقت ہوسکتا ہے کہ مرد اپنی حاجتون کے لیے چلتے پھرتے ہون اور عورتین اپنے حوائج ضروریہ کے لیے باہر نکلین تو اُس وقت ضرور ہے کہ پہلی نظر لابدی مرد پر پڑ جائے گی اور مرد کی نظر عورت پر پڑ جائے گی اور چونکہ اتفاقی نظر منجر الی نہین ہوتی معاف ہے۔ وحشی صاحب! آپ ہی کی ہر دلیل سے آپ کا دعوی باطل ہوا

لیکن ابھی متوحش نہ ہوجیے گا ع آگے آگے دیکھیے ہوتا ہی کیا" فلا ینظرن الی مالیحل لھن" نہ دیکھین عورتین جو اُن کے لیے حلال نہین ہی۔ بیضاوی کا یہ مقولہ بھی کچھ آپ کو مفید نہین ہی کیونکہ خود یہین سے ظاہر ہی کہ "مرد کے اُس جسم کو نہ دیکھین جو ممنوع ہی" تو معلوم ہوا کہ بعض جسم کا دیکھنا حلال بھی ہی کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو قطعاً مرد کے دیکھنے سے ممانعت ہوتی۔ ابھی ہم تفسیر مدارک التنزیل کی عبارت لکھ آئے ہین کہ عورت اجنبی مرد کے زیر ناف سے گھٹنون تک نہ دیکھے اور یہی مطلب ہی بیضاوی رح کا۔

مدارک التنزیل کا مطلب اور زیادہ صاف ہوجاتا ہی جب ہم فتاویٰ بزازیہ مین یہ لکھا ہوا دیکھتے ہین کہ عورت کی نظر اجنبی مرد کی طرف مثل مرد کی نظر کے مرد کی طرف ہے کہ عورت مرد کے تمام بدن کو دیکھ سکتی ہے سوائے زیر ناف سے لیکر دونون گھٹنون تک (فتاویٰ بزازیہ)

نظر المرءۃ الی الرجل الاجنبی کنظر الرجل الی الرجل تنظر الی جمیع جسدہ الا ما بین سرتہ حتی یجاوز رکبتیہ

قولہ تعالیٰ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا۔

اور نہ ظاہر کرین عورتین اپنی زینت کو مگر اِن مین سے جو ظاہر ہوجاوے[۱]

آیت سابقہ مین تو مرد و عورت دونون کو حجاب کا حکم یکسان تھا۔ اس آیت مین عورتون کو اتنا زیادہ حکم ہی کہ اپنی زینتون کو چھپائین لیکن بعض زینتون کے ظاہر کرنے کی اجازت بھی دی ہی۔ اس مین مفسرین و علما کا اختلاف ہے کہ وہ کون سی زینت ہی۔ حضرت علی و ابن عباس علیہما السلام اس سے انگوٹھی و سرمہ مراد لیتے ہین۔ یہ روایت اضعف نہین ہی۔ (جیسا کہ وحشی صاحب نے لکھا ہی) اور یہ آگے چل کر خود ظاہر ہوجاتا ہی۔ ایک روایت مین یہ بھی آیا ہی کہ حضرت عائشہ رض "الا ما ظہر منہا" سے مراد ایک آنکھ لیتی ہین کیونکہ چلنے کے وقت ایک ہی آنکھ کھولنے کی ضرورت ہوتی ہی۔ یہ روایت بھی ساقط عن الاعتبار ہے جیسا کہ ہم خود جناب عائشہ رض کی روایت سے اس کا خلاف ثابت کرین گے۔ اصل یہ ہی کہ "ماظہر" فعل لازم ہی اور معنی آیت کے یہ ہین کہ عورتین اپنی زینت کو نہ ظاہر کرین مگر جو ظاہر ہوجائے۔ سیاق کلام سے صاف ظاہر ہے کہ اس زینت کے نہ چھپانے کی اجازت ہی جس کا ظاہر ہونا لابدی و بدیہی ہی اور کچھ شک نہین کہ یہ چہرہ دونون ہاتھ اور دونون قدم ہین

---

۱ سورۂ نور۔

تمام فقہا کا اس پر اتفاق ہی کہ چہرہ و دونوں ہاتھ داخل ستر نہیں ہیں۔ فقہا ہی کا مذہب متفق علیہ قابل وثوق بھی ہوتا ہی۔ اس لیے کہ وہ ہر مسئلہ کو منقح اور چھان بنان کرکے۔ ناسخ و منسوخ پہچان کر لکھتے ہیں۔ اب عبارات کتب ملاحظہ ہوں۔

قولہ الا ما ظهر منها ای ما جرت العادة والجبلة على ظهوره وقوله الكحل والخاتم يعني موضع الزينة وهو العين وموضع الخاتم وهو الاصبع وهذا اطلاق اسم الحال على المحل والمراد بالعين الوجه وبالاصبع اليد

قول اللہ کا مگر جو ظاہر ہو جائے ان میں سے جس کے ظاہر ہو جانے پر عادت و فطرت متقاضی ہی۔ اور قول اس کا سرمہ اور انگوٹھی یعنے موضع زینت اور وہ آنکھ ہے اور موضع انگوٹھی کا انگلی ہی اور یہ اسم حال کا اطلاق محل پر ہے اور مراد آنکھ سے چہرہ اور انگلی سے ہاتھ ہی ہے انتہی المصفی۔

ابن عباس و علی علیہما السلام کے قول کحل و خاتم سے بھی چہرہ و ہاتھ مراد ہیں اس لیے کہ سرمہ بلا ظہور چشم اور انگوٹھی بغیر انگلی کے نظر نہیں آسکتی اور ان دونوں سے مراد چہرہ و ہاتھ ہیں بہ سبب اطلاق اسم الحال علی المحل ۱۲ امام فخر الدین رازی رح نے اسی مطلب کو تفسیر کبیر میں اور واضح کرکے یوں لکھا ہی۔

اما عورة المراة مع الرجل فالمرأة اما ان تكون حرة او امة فان كانت حرة فجميع بدنها عورة ولا يجوز ان ينظر الى شئ منها الا الوجه والكفين لانها تحتاج الى ابراز الوجه للبيع والشراء والى اخراج الكف للاخذ والاعطاء وانه على ثلاثة اقسام اما ان لا يكون فيه غرض ولا فيه فتنة وان يكون فيه فتنة ولا غرض وان يكون فيه فتنة وغرض اما

مگر عورت کے ستر مرد کے ساتھ پس عورت یا آزاد ہے یا لونڈی ہے۔ پھر اگر آزاد ہے تو اس کا سب بدن ستر ہی اور نہیں جائز ہی یہ کہ مرد اس کا کوئی عضو دیکھے سوائے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے۔ اس لیے کہ عورت محتاج ہی چہرے کے ظاہر کر دینے پر خرید و فروخت کے واسطے اور ہتھیلی کے نکالنے پر مجبور رہے لین دین کے وقت اور یہ تین قسم پر ہے نہ اس کے دیکھنے میں غرض ہی نہ کوئی فتنہ ہی (۲) یا فتنہ ہی مگر غرض نہیں ہی (۳) یا فتنہ غرض دونوں ہیں۔

القسم الاول فاعلم انه لا یجوز ان یتعمد النظر الی وجه الاجنبیۃ لغیر غرض وقیل یجوز مرۃ واحدۃ اذا لم یکن محل فتنۃ وبہ قال ابو حنیفۃ

پس پہلی قسم مین جائز نہین ہو کہ قصداً اجنبی عورت کے منہ کو خواہ مخواہ بلاغرض دیکھے اور کہتے ہین کہ ایک مرتبہ دیکھ لینا جب کہ فتنہ کا خوف نہو تو جائز ہو اور یہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہو۔

امام رازی رح کی اس تقریر مین چار اُمور ہماری تائید کرتے ہین۔

امر اول - عورت کا چہرہ اور ہاتھ ستر نہین ہین۔ چہرہ تو اس لیے ستر نہین ہو کہ خرید و فروخت کے وقت چہرے کا دیکھنا دکھانا ضروری ہو اور ہاتھ اس لیے ستر نہین ہین کہ لین دین مین بغیر ہاتھ نکالے ہوے کاربراری محال ہو۔

امر دوم - جب عورت کو خرید و فروخت اور لین دین کرنا جائز ٹھہرا تو ہند کا پردۂ مروجہ ہباءً منثورا ہوگیا۔ کیونکہ چار دیواری کے اندر نہ خرید و فروخت ہی ممکن ہو اور نہ لین دین ہی کا کوئی موقع ہو۔ عورتین عورتون سے یا محارم سے اگر خاص چیزون کی خرید و فروخت کرین تو ان کے لیے تو بہر حال چہرہ و ہاتھ کا دیکھنا مباح مطلق ہو۔ علاوہ اس کے جب کوئی عورت تجارت کرے گی تو ضرور عوام مردون عورتون سے کام پڑے گا۔ جو پردۂ مروجہ کے سخت منافی ہو پس امام صاحب کی اس تقریر سے عورتون کا بازارون مین لین دین یا خرید و فرخت کے لیے جانا جائز ہوا۔ یہ آداب مناظرہ کے خلاف تھا کہ وحشی صاحب نے موافق مطلب عبارت تو لکھ ماری اور جو خلاف مقصد تھا اُسے نظر انداز کر دیا۔

امر سوم "اجنبی عورت کا بلا غرض دیکھنا خواہ فتنہ ہو یا نہ ہو جائز نہین ہو" بے شک ہم بھی یہی کہتے ہین کہ مرد اپنی راہ چلین عورتین اپنی راہ چلین اور وحشیون آوارہ لوگون کی طرح ایک دوسرے کو گھور گھور کر نہ دیکھین کہ علاوہ بد تہذیبی وٹھوکر کھانے کے حکم قرآنی کے بھی خلاف ہو۔

امر چہارم لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رح فرماتے ہین کہ خوف فتنہ نہ ہو تو ایک بار کا دیکھنا جائز ہو۔ تو فرمائیے وحشی صاحب! یہ کب ہو سکتا ہو۔ آیا اس چار دیواری کے اندر یا جب عورتین شرعی پردے مین ہون۔

اب کتب فقہ کے اقوال ملاحظہ ہون۔

لا یجوز ان ینظر الرجل الی[۱] — کسی مرد کو جائز نہین ہو کہ اجنبی عورت کو

[۱] تفسیر کبیر مطبوعہ استنبول صفحہ ۳۷۵۔

الاجنبية الا الى وجهها و كفيها
لقوله تعم ولا يبدين زينتهن الا
ما ظهر منها قال علي وابن عباس
ما ظهر منها الكحل والخاتم اى
المراد موضعهما وهو الوجه والكفان
كما ان المراد بالزينة المذكورة
مواضعها ولان فى ابداء الكف
والوجه ضرورة لحاجتها
الى المعاملة مع الرجال اخذاً
واعطاءً وهذا تنصيص على
انه لا يباح النظر الى قدمها
وعن ابى حنيفة انها يباح
لان فيه بعض الضرورة و
عن ابى يوسف انه يباح
النظر الى ذراعيها ايضاً
لانه قد يبدو منها عادة عه

دیکھے سواے اس کے چہرہ اور ہاتھون کے
جیسا کہ فرمایا اللہ تعم نے نہ ظاہر کرین اپنی زینت
کو مگر ان مین سے جو ظاہر ہو جائے۔ کہا علی و ابن
عباس نے کہ مراد اس سے سرمہ اور انگوٹھی ہی
یعنے اس کے مواضع اور وہ چہرہ اور دونون ہاتھ
ہین جیسا کہ زینت مذکورہ سے ان کے مواقع
مراد ہین۔ اور نیز اس لیے کہ چہرہ و ہاتھ کے
ظاہر کرنے کی ضرورت ہی بسبب حاجت
کے مردون سے معاملہ کرنے مین لین دین
کے وقت اور یہ اس امر پر نص ہی کہ قدم
کا دیکھنا مباح نہ ہو لیکن ابو حنیفہ کہتے ہین کہ
قدم کا دیکھنا بھی مباح ہی کیونکہ اس کے ظاہر
کرنے کی بھی کسی قدر ضرورت ہی اور ابو یوسف
کے نزدیک دونون کہنیون کا دیکھنا بھی
مباح ہی اس لیے کہ وہ بھی عادۃً ظاہر
ہو جاتے ہین ۱۲

اس پوری تقریر مین بھی چند امور قابل بحث اور ہمارے موید ہین۔

امر اول۔ الا ما ظهر منها سے مراد چہرہ اور دونون ہاتھ ہین جو ستر نہین ہین۔

امر دوم۔ علی رض و ابن عباس رض کا قول (جس کو وحشتی صاحب نے ضعیف بلکہ اضعف لکھا ہی) بہت صحیح اور قابل احتجاج ہی۔ اس سے بڑھکر کیا اس کی صحت کی سند ہوگی کہ صاحب ہدایہ جیسا شخص اس کو تسلیم کرتا ہی۔ علی و ابن عباس کا صحابہ مین و نیز مفسرین و محدثین و فقہا کے نزدیک جو پایہ ہی وہ اظہر من الشمس ہی وحشتی صاحب نے جو ان کے قول کو خلاف مقصد پایا تو یہ کہہ کر پیچھا چھڑانا چاہا کہ روایت ضعیف ہی۔ اب یہ دوسری بات ہی کہ صاحب ہدایہ کے قول کو بھی وہ مردود لکھ دین۔

عہ ہدایہ۔ کتاب الکراہیۃ مطبع طبی کلکتہ صفحہ ۱۰۴۵۔

امر سوم۔ صاحب ہدایہ نے امام رازی کی تقریر کو اور بھی صاف کرکے بیان کردیا کہ عورتون کو مردون سے معاملات کے وقت لین دین کرنے مین چونکہ ابدای وجہ وکفین کی ضرورت رہتی ہو اس لیے یہ ستر نہین ہین۔ اور جب مردون سے معاملہ یعنے لین دین کرنا جائز ہوا۔ تو پردۂ مروجہ کا ابطال ثابت ہو۔

امر چہارم۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک قدم بھی ستر نہین ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک کہنیان بھی ستر نہین ہین۔

بدن الحرة كلها عورة — آزاد عورت کا تمام بدن عورت ہو سوائے
الا وجهها وكفيها۔ عـه — چہرہ اور دونون ہاتھون کے۔

یہی عبارت کم وبیش فقہ اربعہ کی تمام کتب مین موجود ہے۔

الا ما ظهر منها الا ما جرت العادة والجبلة على ظهوره وهو الوجه والكفان والقدمان ففي سترها حرج بين فان المرأة لا تجد بدا من مزاولة الاشياء بيديها من الحاجة الى كشف وجهها خصوصا في الشهادة والمحاكمة والنكاح وتضطر الى المشي في الطرقات وظهور قدميها وخاصة الفقيرات منهن عه

یعنے اللہ تعالیٰ نے اس زینت کے ظاہر کردینے کی اجازت دی ہو جو عادۃً وفطرۃً ظاہر ہوجایا کرتی ہو اور یہ چہرہ۔ دونون ہاتھ اور دونون قدم ہین۔ اُس کے چھپانے مین سخت حرج ہے۔ اس لیے کہ چیزون کے لین دین کے وقت عورت چہرے اور ہاتھون کے کھولنے پر مجبور رہتی ہے خصوصاً گواہی محاکمہ اور نکاح مین۔ اسی طرح راہ چلنے مین قدم کا کھلنا ضروری ہو خاصکر جو عورتین فقیر ومحتاج ہین انتہیٰ ملخصاً اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ ساتر لباس پہن کر عورتین ضرورت کے لیے چل پھر سکتی ہین۔

یہان تک تو مفسرین وفقہا کے اقوال اور قیاسی بحث تھی۔ اب احادیث ملاحظہ ہون۔ صاحب کفایہ شارح ہدایہ نے وجہ وکفین کے ستر نہ ہونے پر جو حدیث پیش کی ہو مع ان کے قول کے ہم یہان نذر ناظرین کرتے ہین۔

لا يحل ان ينظر الرجل الى — کسی مرد کو جائز نہین ہو کہ اجنبی عورت کی طرف

عـه تفسیر مدارک التنزیل مطبوعہ افضل المطابع صفحہ ۷۴۔

المرءة الاجنبية الا الی وجهها	نظر کرے سوائے چہرہ اور ہاتھون کے بقول
وکفیها لقوله تعالی ولا یبدین	اللہ تعالیٰ کے اور نہ ظاہر کرین اپنی زینت الخ
زینتهن الخ قالت عائشة المراد	کہا عائشہؓ نے کہ مراد اس سے ایک آنکھ ہے
منها احدی عینیها ولکنا ناخذ	لیکن ہم علی وابن عباسؓ کے قول سے سند
بقول علی وابن عباس فقد جاءت	لیتے ہین پس البتہ خبر پہونچی ہے چہرہ و دونون
الاخبار فی الرخصة فی النظر	ہاتھون کی طرف نظر کرنے کی اباحت مین
الی وجهها وکفیها روی لما	روایت ہے کہ جب عمرؓ نے ایک خطبہ مین کہا
قال عمر فی خطبة الا لا تغالوا	کہ مہر مین غلو نہ کرو۔ اس لیے کہ اگر یہ عمدہ
فی صدقة النساء فانها لو كانت	اور تقویٰ ہوتا تو رسول اللہ تم لوگون سے
مکرمة او تقوی عند الله كان	زیادہ اس کے مستحق تھے پس قسم اللہ کی نہین
اولیٰکم بها رسول الله فوالله	نکاح پڑھا رسول اللہ نے اپنی بیٹی کا چار
ماخطب رسول الله ابنته اکثر	سو اوقیہ سے زیادہ۔ پس کھڑی ہوئی
من اربعمائة اوقية فقامت	ایک عورت جس کے دونون گال سُرخ یا
سفعاء الخدین وقالت انت	سیاہ داغ والے تھے اور کہا تو ایسا کہتا ہے
تقوله قال الله اتیتم احداهن	حالانکہ اللہ فرماتا ہے دیا تم نے کسی عورت کو
قنطارا فلا تاخذوا منه شیئا	سونے کا ڈلا پس مت لو اس سے کچھ پھر روئے
فبکی عمر وقال کل الناس افقه	حضرت عمرؓ اور فرمایا ہر شخص عمر سے زیادہ فقیہ
من عمر حتی النساء فی البیوت	ہے یہان تک کہ گھر مین بیٹھنے والی عورتین پس
فذکر الراوی انها كانت	ذکر کیا راوی نے کہ عورت کے گالون پر داغ تھے
سفعاء الخدین وفی هذا انها	اس سے معلوم ہوا کہ وہ عورت چہرہ کھولے تھی
كانت مسفرة من وجهها ولما	جب حضرت فاطمہ نے اپنی کسی بیٹے کو بلال
ناولت فاطمة احد ولديها بلالا	کو دیا کہا بلال نے کہ مین نے اُن کی ہتھیلی
قال رایت کفها لقطعة قمر فذلك	کو دیکھا جیسے چاند کا ٹکڑا۔ پس ثابت
انه لا باس بالنظر الی الوجه	ہو گیا کہ چہرہ اور ہاتھ دیکھنے مین کچھ حرج
والكفین واما خوف الفتنة	نہین ہے۔ مگر خوف فتنہ تو پھر کپڑون کے

فیکون بالنظر الی ثیابھا ایضاً ؏ — دیکھنے سے بھی ہوگا۔

حدیث اوّل مین چند باتین قابل غور ہین۔ اول یہ کہ عورت کا چہرہ کھُلے رہنے سے صاحب کفایہ نے تو محض یہ ثابت کیا کہ چہرہ داخل ستر نہین ہے۔ مین اِس سے پردہ مروجہ کا ابطال بھی ثابت کرتا ہون۔ اِس لیے کہ وہ مجمع رجال مین تھی۔ اُس پر طرّہ یہ کہ ایسے مجمع مین کھڑے ہوکر باتین بھی کین تو معلوم ہوا کہ عورتون کا مردون کی مجالس مین بغرض افادہ چہرہ کھولے ہوے جانا جائز ہی نہین بلکہ سُنّت صحابیات ہے۔ ثانیاً ہمارے دعوے کو اور تقویت ہوتی ہے جب ہم یہ حال خلافت فاروق اعظم اور نیز اُن کی مجلس کا دیکھتے ہین حضرت عمرؓ شریعت مین جیسے سخت تھے ابین سن الامس ہے اور یہ مضبوط ثبوت ہے کہ اگر عورتون کا مُنہ کھول کر مردون کی مجلس مین آنا ممنوع یا خلاف قرآن ہوتا تو فاروق اعظمؓ ہرگز گوارا نہ کرتے بلکہ وہ تو دُور ون سی خبر لینے والے تھے۔ ثالثاً یہ کہ حضرت عمرؓ نے جو فرمایا ”ہر شخص عمر سے زیادہ فقیہ ہے۔ یہان تک کہ گھر مین بیٹھنے والی عورتین“ یہان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت گھر مین بیٹھنے والی پردہ نشین تھی جیسا کہ اب بھی شرفاے عرب مین ہے۔ لیکن کھُلے مُنہ مجالس رجال مین جانا اور مردون سے گفتگو کرنی نہ شرعاً معیوب ہے نہ تہذیب کے خلاف ہے اور نہ پردہ نشینی و عصمت کو مضر ہے۔ (رابعاً) باقی رہا خوف فتنہ جیسا کہ بار بار وحشی صاحب خوف فتنہ کا رونا روتے ہین تو اس کا جواب صاحب کفایہ نے یہ دیا کہ خوف فتنہ تو عمدہ کپڑون کو دیکھنے سے بھی ہوتا ہے اور کپڑون کا چھپانا محالات سے ہے۔

کتاب نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۶۶ مین مرقوم ہے۔

عن عائشة ان اسماء بنت	عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابوبکر
ابی بکر دخلت علی رسول الله و	ان کی بہن رسول اللہ کے پاس آئین اور ان
علیها ثیاب رقاق فاعرض عنها	کے بدن پر مہین کپڑے تھے پس رسول اللہ نے
وقال یا اسماء ان المرءة اذا	مُنہ پھیر لیا اور فرمایا کہ اے اسماء جب
بلغت المحیض لم تصلح ان یری	عورت حیض والی ہوجائے تو اس کا کوئی
منها الا هذا وهذا واشار	بدن دیکھنا جائز نہین ہے مگر یہ اور یہ اور
الی وجهها وکفیها ؏	اشارہ کیا ان کے چہرہ اور ہاتھون کی طرف۔

؏ افادیہ مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۶۰۔

اولاً تو جب یہ روایت حضرت عائشہ رض سے ہو تو اُن کا الا ما ظہر منہا سے ایک آنکھ کا مراد لینا صحیح نہین ہو کیونکہ یہان تو رسول اللہ صلعم نے بالتصریح فرمایا کہ چہرہ و ہاتھ کے سوا کبھی عضو کا دیکھنا درست نہین ہو۔ جناب وحشی صاحب نے جو قاضی بیضاوی رح کا قول نقل کیا ہو کہ چہرہ و دونون ہاتھون کا ستر نہ ہونا نماز کے اندر ہو نہ نظر مین۔ بدیہی البطلان اور بوجوہ چند منقوض ہو

وجہ اول۔ حدیث مذکورہ بالا انظر ناظرین سے گذر چکی ہو کہ رسول اللہ صلعم نے جب اسماء بنت ابی بکر کو باریک کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا کہ "عورت جب بالغ ہو تو اُس کو واجب ہو کہ سوائے وجہ وکفین کے کوئی عضو نہ دکھائے" انتہی حدیث مین تو عام حکم ہو بلا کسی قید کے۔ یہ کہان سے مستنبط ہوتا ہو کہ فقط نماز مین وجہ وکفین کا ستر واجب ہے۔ قاضی بیضاوی ہون یا کوئی ہون جب کہ ان کا محض قیاس ہو تو کافی ثبوت پیش کرنا چاہیے۔ ایجاد بندہ سے کام نہین چلتا۔

وجہ دوم۔ اگر وجہ وکفین کا ستر محض نماز مین ضروری ہوتا تو رسول اللہ صلعم اسماء بنت ابی بکر کو عموماً تمام جسم کے چھپانے کو فرماتے۔ وجہ وکفین کا استثناء کرنا خود اسی امر پر دال ہو کہ وہ مطلقاً ستر نہین ہو۔

ہم اوائل کتاب مین لکھ چکے ہین کہ عرب مین کبھی ڈولی کا رواج نہین تھا اور نہ ہے۔ تو ضرور ہو کہ اسماء بنت ابی بکر اپنے گھر سے رسول اللہ صلعم کے پاس پیدل آئی ہون۔ اور یہ مولوی محب حسین صاحب کے دعوے پر دلیل ساطع ہو کہ عورت ساتر لباس پہن کر چہرہ اور دونون ہاتھ کھولے ہوے نکل سکتی ہو۔

وعن قتادة مرفوعا ان المرءة اذا حاضت لم تصلح ان یری منہا شیٔ الا وجہہا ویداہا الی المفصل الاحادیث الواردة فی قولہ تع ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا عن عائشة فقالت الوجہ والکفان ٥	قتادہ سے مرفوعاً روایت ہو کہ عورت جب حیض کو پہونچے تو اُس کا کوئی بدن دیکھنا سوائے چہرہ اور دونون ہاتھون کے روا نہین ہے۔ حدیثین جو اللہ تع کے اس قول کی تفسیر مین وارد ہین کہ عورتین اپنی زینت کو نہ ظاہر کرین مگر جو ظاہر ہو جائے۔ عائشہ رض سے روایت ہو کہ یہ زینت وجہ وکفین ہے۔ انتہی

اب تو غالباً وحشی صاحب بھی معترف ہو گئے ہون گے کہ جناب عائشہ رض کا پہلا ایک آنکھ والا قول ضعیف بلکہ اضعف ہو اس لیے کہ اب خود اُنھین کی صحیح روایتون سے پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا

٥ نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ مطبوعہ فاروقی دہلی صفحہ ٦٦ -

کہ وجہ وکفین عموماً ستر نہین ہین۔ اور اسی پر فقہا و محدثین کا اتفاق ہی جو بمصداق لا تجتمع
امتی علی الضلال اصح ہی اس امر کے ثابت ہونیکے بعد کہ چہرہ اور دونون ہاتھ اور
دونون قدم علی العموم ستر نہین ہین اگر وحشی صاحب یا جو شخص وجہ وکفین کے عورت
ہونے کا قائل ہو وہ ضرور الاستحلال کفر والاستحرام کفر کا مرتکب ہو گا۔

قال اللہ تعـ - یا ایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یؤذین ۵۰

اے نبی اپنی بیبیون - بیٹیون اور مسلمانون کی عورتون سے کہدو کہ وے اپنی چادرین گھٹاٹوپ اوڑھ لین۔ اس مین کم سے کم وہ پہچان پڑین گی پھر نہ ستائی جائین گی۔

بیشک اس آیت کی شان نزول جو کچھ وحشی صاحب نے بیان فرمائی ہو وہ تو بہت ٹھیک ہی
لیکن ان کا مطلب حاصل نہین ہوتا۔

تواریخ اور نیز تفاسیر کے سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہی کہ قبل اسلام اور نیز اوائل
اسلام مین عورتین کھلی یعنے برہنہ سر نکلتی تھین اور یہ علامت زانیہ عورتون کی تھی۔ قرآن
مجید نے اس سے ممانعت کی کہ برہنہ سر نہ نکلین بلکہ چادرون کو اس طرح اوڑھین جس سے سر
ڈھنپ جائے اور دیکھنے والے یہ پہچان جائین کہ یہ آزاد شریف عورتین ہین زانیہ اور لونڈیان
نہین ہین اور یہ پہچان کر وہ نہ ستائین گے۔

اس آیت سے اشارۃً بھی چہرہ چھپانے کا حکم نہین نکلتا بلکہ سر کھلا رکھنے سے ممانعت
ہو اس لیے کہ چہرہ اور دونون ہاتھون کا ستر نہ ہونا ہم ثابت کر چکے ہین - اجنبی مرد اجنبی عورت
کو آزاد و شریف اسی وقت پہچان سکے نہ ستائین گے جب کہ چادر اوڑھ کر وہ باہر نکلین جیسا
کہ آیت سے ظاہر ہے اور یہ امر مولوی شرر صاحب کے لیے دلیل ہو پس اس آیت سے ثابت
ہوا کہ عہد رسالت مین مسلمانون کی عورتین۔ رسول اللہ صلعم کی لڑکیان اور نیز ازواج
مطہرات گھٹاٹوپ چادرین اوڑھ کر باہر نکلتی تھین۔ وحشی صاحب بھی اس کے معترف ہین
چنانچہ وہ لکھتے ہین " اس کا مطلب یہ ہی کہ مسلمانون کی عورتین جب باہر نکلین " الخ (الحجاب
صفحہ ۱۵) اور باہر نکلنا خود پردۂ مروجہ کی منافی ہے۔

قولہ تعـ - وقرن فی بیوتکن اے ازواج مطہرات اپنے گھرون مین وقار سے بیٹھو

ع۵ سورۃ الاحزاب ۱۲

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُولٰی عہ — اور اگلی جاہلیت کی طرح دکھاتی نہ پھرو

اس آیت مین چند تحقیقات ہین۔

تحقیق اول۔ وحشی صاحب تو فرماتے ہین "اس آیت مین عام عورتین بھی داخل ہین مثلاً پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل مین ہو ولا تجعل مع اللہ الٰھًا اٰخر فتقعد مذموما مخذولا یہان خطاب تو خاص رسول کی طرف ہو مگر حکم مین عام اُمت بھی داخل ہو" یہ بالکل غلط اور وحشی صاحب کا مغالطہ ہو۔ استدلال مین جو آیت آپ نے پیش کی ہو وہ بھی صحیح نہین۔ کیونکہ عام اُمت ہرگز اس آیت مین شریک نہین ہو بلکہ اِن کے لیے دوسری آیتین موجود ہین۔

وَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰہِ اَنْدَادًا — لوگو! اللہ کے لیے کوئی برابر والا نہ کرو

وَلَا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ — لوگو! اللہ کا کوئی شریک مت کرو۔

اس کے سوا اور بہت سی آیتین ہین۔ پس عام اُمت کے لیے شرک کی ممانعت عام آیتون مین ہو اور جب کہ عام اُمت کے لیے ایک دوسرا حکم موجود ہو تو اس حکم مین شریک ہونے کی وجہ نہین جو رسول اللہ صلعم کے ساتھ خاص ہو۔ وحشی صاحب نے جو دیکھا کہ رسول اللہؐ کو جس امر کی ممانعت اللہ نے فرمائی ہو اُمت کو بھی اس سے دوسری آیتون مین ممانعت ہو پس عوام کو دھوکا یعنے مغالطہ مین ڈالنے کے لیے خاص آیت کو پیش کرکے کہدیا کہ دیکھو اُمت خاص حکم مین رسولؐ کے ساتھ شریک ہو۔

تحقیق دوم۔ اس آیت مین عام عورتین شریک نہین ہین بلکہ یہ آیت خاص ہے ازواج مطہرات کے واسطے ہو اولاً اس وجہ سے کہ خود اللہ تعالےٰ اس سے پہلی آیت مین فرما چکا ہو کہ

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ — اے نبی کی بیبیو تم عام عورتون مین سے کسی کی طرح نہین ہو۔ اگر اللہ سے ڈرتی ہو تو لوگون سے بات کرنے مین نرمی نہ کرو۔

یعنے چونکہ ازواج مطہرات کی عزت و وقعت تمام عورتون سے زیادہ ہو اس لیے وہ عزت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ وہ گھر مین رہین ورنہ عام مومنات اور ازواج رسولؐ مین کیا فرق رہے گا۔ وحشی صاحب فرماتے ہین کہ "لستن کاحد من النساء" کا حکم صرف "اِنِ اتقیتن" کی وجہ سے ہو یعنے اگر تم اللہ سے ڈرو تو مثل عام عورتون کے نہین ہو۔

عہ سورۃ الاحزاب۔

یہ استدلال بہ وجوہ چند مردود ہی۔ اولاً اس وجہ سے کہ اگر صرف اتقا سبب اُن کی حرمت کا ہی تو لازم آجائے گا کہ جس عورت مین اتقا ہو وہ مساوی رتبہ ازواج مطہرات ہو اور یہ بداہتہً غلط ہی۔ ثانیاً اس وجہ سے کہ اس حال مین شرط موخر اور جزا مقدم ہو جاتی ہی۔ حالانکہ بلا سبب شرط کا جزا سے موخر ہونا بلاغت کے خلاف ہی ہان نظم یا موزون کلام مین اکثر ایسا ہوتا ہی۔ ثالثاً اس وجہ سے کہ "ان اتقیتن" کو اگر شرط مقدم مانین تو "فلا تخضعن" کہ جزا ہے گا کیونکہ اس پر حرف جزا داخل ہی۔ اصل یہ ہی کہ "ان اتقیتن" کو اپنی پہلی آیت سے کوئی تعلق نہین ہی۔ رابعاً اس وجہ سے کہ تمام مفسرین اس کے خلاف ہین۔ تفسیر کبیر مین امام رازی صاحب فرماتے ہین کہ

یعنی فیکن غیر ذلک امر لا یوجد	تم مین سوائے اتقا کے ایک اور ایسی صفت ہے جو
فی غیرکن وھو کونکن امہات	تمہارے سوائے کسی مین نہین پائی جاتی اور یہ تمہارا
جمیع المؤمنین وزوجات	ماں ہونا ہی تمام مومنین کی اور نیز یہ کہ خیر المرسلین
خیر المرسلین وکما ان محمدا	کی بیبیاں ہو۔ اور جس طرح محمد مردون مین
لیس کاحد من الرجال کذلک	سے کسی کی مثل نہین ہین اسی طرح اُن کے
قرابتہ اللاتی یتشرفن بہ عہ	تمام قرابت دار جو اُن کی وجہ سے صاحب شرافت ہین

اس سے ظاہر ہی کہ اگر محض اتقا ازواج مطہرات کی علوشان کا سبب ہوتا تو یہ تو کوئی ایسا خاص سبب نہین ہی جو دوسری عورتون مین نہ پایا جائے۔ ہان ازواج مطہرات کی زیادتی شرف کا یہ سبب ہی کہ وہ امہات المومنین اور خیر المرسلین کی ازواج ہین جیسا کہ امام صاحب نے لکھا ہی۔ امام صاحب کا یہ قول بھی قابل غور ہی کہ "اسی طرح محمد کے قریبی جن کا شرف ان کی وجہ سے ہی" تو معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات مین کوئی ایسا شرف بھی ہی جو اُن کا ذاتی نہین بلکہ رسول اللہ کی وجہ سے ہی اور یہ شرف زوجیت رسول کا ہی جو سبب خاص حکم کا ہوا۔ تفسیر مدارک التنزیل مین تفسیر آیت ذیل مین اور بھی واضح کرکے لکھا ہی۔

یا نساء النبي مَن یَأتِ مِنکُنَّ	اے نبی کی بیبیو تم مین سے جو ظاہر بیحیائی
بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ یُضَاعَفْ	کی مرتکب ہوگی اُس کے لیے دونا
لَھَا العَذَابُ ضِعفَین وکان	عذاب زیادہ کیا جائے گا اور یہ

عہ تفسیر کبیر مطبوعہ استنبول صفحہ ۴۸۲۔

ذلك على الله يسيرا ع٥ — اللہ پر آسان ہے۔ انتہے

فان زیادة قبحة تتبع زیادة فضل المذنب - لا یمنعه عن التضعیف کون ھن نساء النبي وکیف وھو سببه ؎ — اس لیے کہ برائی کی زیادتی کا سبب گنہگار کی بزرگی ہے۔ اور نہین منع کرے گا اللہ کو گناہ کی دونا کرنے سے ان کا ازواج رسول ہونا اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ازواج رسول ہی ہونا ان کی زیادتی فضل کا باعث ہے۔

الحاصل جب ازواج نبی ہونا سبب ان کے شرف کا ہوا اور یہ شرف سبب ہوا حکم کی خصوصیت کا تو یہ پردۂ خاص ہو گیا جس مین عام مومنات شریک نہین ہو سکتین۔

اس حکم کے عام ہونے پر وحشی صاحب نے ایک اور دلیل دی ہے جو پہلی دلیل کی طرح دھوکے کی ٹٹی ہے۔ وہ کہتے ہین کہ "اگر یہ حکم ازواج مطہرات کے لیے ہون گے تو اس کے بعد کی آیت وَاَقِمْنَ الصلوٰة واٰتُوالزکوٰة بھی خاص انھین کے لیے ہوگی۔ حالانکہ باتفاق امت اس مین عام عورتین بھی داخل ہین۔ (الحجاب صفحہ ۵۵)

نہین! وحشی صاحب یہ آپ کی عقل کا قصور ہے۔ باتفاق علماے امت عام عورتین خاص اس آیت کے حکم مین شریک نہین بلکہ نفس مطلب مین شریک ہین یعنے یہان جو حکم ازواج مطہرات کو دیا گیا ہے وہی حکم عام عورتون کو بھی دوسری آیتون مین دیا گیا ہے۔ دیکھو اوائل کتاب مین مقدمہ ششم۔

تحقیق سوم - جب ازواج مطہرات کا تمام نساے مومنہ سے اشرف ہونا ثابت ہو گیا تو ضرور ہوا کہ پردے مین بھی زیادتی ہو۔ ورنہ اگر ازواج مطہرات بھی علی العموم نکلا کرین تو ازواج مطہرات اور عام عورتون مین کیا فرق رہے گا۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر مین لکھا ہے اِنَّ ھذا العلیکن الی قادیعنے یہ پردہ تم پر وقار کی دلیل ہے۔ لیجیے وحشی صاحب آپ ادعاے استلزام پر دلیل وبیان چاہتے تھے وہ بھی پا گئے۔ اب تو دل سرد ہوا۔

تحقیق چارم - وحشی صاحب فرماتے ہین کہ "بہ فرض محال اگر یہ حکم خاص ازواج مطہرات کے لیے ہو جب بھی اگر اس فسق وفجور کے زمانے مین عام عورتین امہات المومنین کی تقلید کرین تو یہ فعل محمود ہوگا نہ مذموم" (الحجاب صفحہ ۵۶)

ع٥ سورة الاحزاب ۱۲ ؎ مدارک التنزیل مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۲۳۔

بفرض محال کی ایک ہی کہی ۔ ہمنے خصوصیت حکم ثابت کردی اب یہ فرض محال کہان رہا خیراب اس کا جواب بھی سُنیئے۔

"وقت واحد مین رسول اللہ ص کی آٹھ نو بیبیان تھین۔ اس زمانے مین جب کہ ایک بیوی ایک مرد کو بہ وجوہ چند کافی نہین ہوتی جو سبب فسق و فجور کا ہوتا ہے اگر عام مرد رسول اللہ کی تقلید کرکے آٹھ نو نکاح کرین تو بقول وحشی صاحب یہ فعل محمود ہوگا نہ مذموم ہم علمای کرام سے استفتا طلب کرتے ہین کہ اتنے نکاح جائز ہون گے یا نہین۔ اگر وہ لوگ ناجائز کہین اور عدم جواز کا سبب یہ بتائین کہ وہ مخصوص رسول اللہ کی ذات سے تھا اوس سبب کہ عام مردون کے لیے ایک حکم موجود ہے تو خواہ مخواہ بلا قول کے رسول اللہ ص کے فعل کی تقلید کرنی صحیح نہین ہے تو ہم کہین گے کہ حضرات علما یہی بات ذرا ہمارے دوست وحشی صاحب کو سمجھا دیجیے کہ جس طرح عام مرد رسول اللہ کے خاص فعل کی تقلید بلا حکم نہین کرسکتے۔ اسی طرح عام عورتین بھی ازواج مطہرات کے خاص فعل کی بلا حکم تقلید نہین کرسکتین۔

تحقیق پنجم - اگر آیت وَقرن کو بفتح قاف پڑھین تو یہ معنے ہون گے کہ گھرون مین ٹھہری رہو لیکن اکثر قرا نے اس کو بکسر قاف وَقِرنَ پڑھا ہے (دیکھو تفسیر کبیر بیضاوی وکشاف وغیرہ) تو اس حال مین یہ معنے ہون گے کہ "اے ازواج نبی تم اپنے گھرون مین جب تک رہو عزت سے رہو" اور یہی معنی ٹھیک ہین ورنہ جناب عائشۂ صدیقہ پر (جو رسول اللہ ص کی بہت معزز بیوی تھین اور جن کی شان مین آیت تطہیر نازل ہے) یہ سخت اعتراض وارد ہوگا کہ اُنھون نے خلاف حکم خدا کیا جو مدینہ سے شام تک گیئن۔

تحقیق ششم - تھوڑی دیر کے لیے ہم یہ بھی تسلیم کرلیتے ہین کہ وَقرنَ بفتح قاف ہی ہے اور اس کے یہی معنی ہین کہ اپنے گھرون مین قرار پکڑو اور عام عورتین بھی اس حکم مین شریک ہین تو بھی تو ہمارے دعوے کو مضر نہین ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رح نے تحفۂ اثنا عشریہ کے باب المطاعن مین اس آیت کی بحث پر لکھا ہے کہ گھرون مین ٹھہرے رہنے سے اگر یہ مطلب ہے کہ عمر بھر گھر ہی مین رہو۔ باہر مت نکلو تو یہ اخلاق بداہتہً غلط ہے۔ اس لیے کہ حوائج ضروریہ کے لیے نکلنے پہ تو بشر مجبور ہے اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ حالانکہ رسول ص کے عہد مین ازواج مطہرات حوائج ضروریہ کو نکلتی تھین۔

غرض کہ آن جناب رحمنے یہ ثابت کیا ہو کہ عائشہ صدیقہ رضہ کا شام تک جانا اس آیت کے خلاف نہین تھا۔ حضرت عائشہ رضہ کے اس نکلنے سے ہمارا مدعا ثابت ہو جاتا ہو کہ اس آیت کے معنی یہی ہین کہ گھرون مین عزت سے رہو۔ اور جب کہ حضرت عائشہ رضہ کا نکلنا اور جنگ مین شریک ہونا ثابت ہو تو اس آیت کی تعمیم حکم سے بھی جناب وحشی کا مطلب حل نہ ہوا۔ و احسرتا صحیح بخاری کے باب حج النسا مین یون مرقوم ہو۔

اذن عمر لازواج النبي للحج — عمر نے ازواج مطہرات کو حج کرنے کی اجازت دی

شارحین اس جگہ خصوصًا مولانا احمد علی سہارنپوری اس کی شرح لکھتے ہین۔

کان متوقفا فی ذلک اعتمادًا	حضرت عمر اس امر پر ٹھہرے ہوے تھے اللہ تعالیٰ
علی قولہ تعالیٰ وقرن فی بیوتکن	کے قول پر اعتماد کر کے کہ گھرون مین ٹھہری
وکان یری تحریم السفر علیہن	رہو۔ اور اس آیت مین ازواج مطہرات پر
ولاثم ظہر لہ الجواز فی اخر	سفر حرام سمجھتے تھے اول مین پھر آخر خلافت
خلافتہ فاذن لہن وتبعہ	مین جواز سفر اُن پر ظاہر ہو گیا تب ازواج
علی ذلک جماعۃ من الصحابۃ	نبی کو اجازت دی اور تبعیت کی اس پر
من غیر نکیر فخرجن	صحابہ کی جماعت نے بغیر کسی منکر کے اور نکلین
الا زینب وسودۃ عہ	سب ازواج سوا زینب اور سودہ کی۔ انتہیٰ

اس آیت پر حضرت عمر رضہ کو بھی یہ گمان تھا کہ جب ازواج مطہرات کو گھرون مین رہنے کا حکم ہو تو اِن کے لیے سفر حرام ہوا لیکن صحابہ نے اس سے اختلاف کیا اور آخر ان پر یہ ظاہر ہو گیا کہ اس آیت مین سفر کی ممانعت نہین ہو۔ تب آپ نے ازواج مطہرات کو اجازت سفر دے دی۔

تو جب کہ خود ازواج مطہرات پر سفر اور گھرون سے باہر نکلنا ممنوع نہ ہوا جن کی شان مین خاصکر یہ آیت نازل ہوئی تو تمام عورتون پر اگر یہ حکم عام کر دیا جائے تو بھی باہر نکلنا کیونکر ممنوع ہو سکتا ہو۔ ہم وحشی صاحب کے طریقہ استدلال ان کی نئی منطق و فہم پر سوا اس کے کیا کہین سہ برین عقل و دانش بباید گریست۔

قال اللہ تعالیٰ۔ فاذا سألتموہن — جب ازواج نبی سے کوئی چیز مانگو

عہ ملخصًا بخاری مطبوعہ مطبع مصطفائی صفحہ ۲۵۰۔

متاعًا فاسئلوھن من وراء حجاب ءہ تو پردے کی آڑ سے مانگا کرو۔
آیت تو یہ بھی خاص ہو یعنے اللہ تعالیٰ صحابہ سے فرماتا ہو کہ نبی کی بیبیون سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پردے کی آڑ سے مانگا کرو۔ لیکن ہمارے وحشی صاحب اس کو بھی عام الحکم کہتے ہین یعنے کوئی مرد کسی عورت سے کوئی چیز چاہے تو پردے سے۔ وحشی صاحب کا یہ مدعا کئی طرح سے باطل ہو۔
(اول) الضمیر لنساء النبي لدلالۃ ءضمیر "ھن" ازواج نبی کے واسطے ہو بسبب دلالت بیوت النبی لان فیھا نساءہ ؁ بیوت نبی کہ نبی کے گھرون مین انھین کی بیبیان ہین
(ثانیاً) مولانا شاہ عبد القادر دہلوی نے بھی یہی لکھا ہو۔ لیکن ہمارے مخاطب وحشی ان کی بات نہین سنتے۔ امام رازی رح کا قول جو آپ نے نقل کیا ہو اس مین کہین یہ عبارت نہین لکھی ہو کہ یہ حکم عام ہو۔
(ثالثاً) اس آیت مین مرد مخاطب ہین کہ جب کوئی چیز ازواج رسولؐ سے مانگو تو پردہ کی آڑ سے۔ پس اگر پردہ ثابت ہوتا ہو تو مرد کے لیے نہ عورت کے لیے۔
(رابعاً) بڑی مشکل تو یہ ہو کہ وحشی صاحب کہین تو مجتہد بن جاتے ہین اور کہین تقلید کے گڑھے مین گر پڑتے ہین جب آپ نے ایک عالم شخص کی تقلید چھوڑی تو کیا وجہ کہ دوسرے کی تقلید کی۔ یہ ترجیح بلا مرجح ہو۔ معہذا امام رازی کا قول ہو تو یہ نہین ہو کہ یہ آیت مخصوص المحل عام الحکم ہو۔ اور بہ فرض محال اگر ان کا قول بھی ہوتا تو جب کہ سراسر آیت مین مخاطب صحابہ ہین اور ازواج مطہرات مراد ہین۔ عام عورتین ہرگز اس مین شریک نہین ہوسکتین۔ انھین وجوہ سے جن کو ہم "وقرن فی بیوتکن" کے تحت مین بیان کر آئے ہین۔
(خامساً) وحشی صاحب لکھتے ہین کہ "مگر اصل یہ ہو کہ جیسے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا مین باوجود مقام تخصیص حسنین وعلی و فاطمہ رضی اللہ عنھم داخل ہین ویسے ہی یہان "ھن" سے ازواج مطہرات و عام نساء مومنین دونون مراد ہین۔ انتھی۔ شاباش! بریں فہم وعلم شاباش!
مین آپ سے یہ پوچھتا ہون کہ یہان مقام تخصیص کون سا ہو۔ آپ فقط علی و حسنین و فاطمہ کو اس آیت مین داخل سمجھتے ہین۔ مین یہ کہتا ہون کہ باتفاق اہل سنت

ءہ سورۃ الاحزاب ۱۲ ؁ مدارک التنزیل مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۲۷۔

اس آیت مین تمام بنی ہاشم شامل ہین اور آگے مین اسکی وجہ بھی بتائے دیتا ہون جو بالکل صاف وصریح ہی لیکن افسوس کہ آپ نہ سمجھے۔ مقام تخصیص تو جب ہوتا کہ بجائے "یطہرکم" کی "یطہرکن" ہوتا اور اس وقت بھی اس آیت مین اور لوگ مراد ہوتے کیونکہ "کن" ضمیر مونث ہی اور مراد مرد ہوتے لیکن جب کہ ضمیر مذکر ہی اور مراد مرد و عورت دونون ہین تب مقام تخصیص کہان رہا دوسرے یہ کہ اہل بیت کا لفظ ہی اور معنے آیت کے یہ ہین کہ اے اہل بیت اللہ تمہاری برائیون کو نکال کر تم کو پاک کرنا چاہتا ہی۔ اب اہلبیت رسول اللہ مین جو جو شریک ہون گے سب آجائین گے۔ یعنے بنی ہاشم کے پانچون قبیلے جن پر صدقہ حرام ہی۔ اور وہ آل نبی۔ آل عباس۔ آل جعفر۔ آل حارث اور آل عقیل بن ابی طالب ہین۔

فرمائیے وحشی صاحب۔ کون سا مقام تخصیص تھا جو آپ کے نزدیک عام ہوگیا وحشی صاحب نے جس قدر آیات قدسیہ پردۂ مروجہ کے اثبات مین پیش کین کسی سے بھی ان کا مدعا ثابت نہ ہوا۔ اور حق یہ ہی کہ ہر آیت مولنا شرر صاحب کے دعوی پر بجائے خود برہان ساطع ہی۔ اب ہم علاوہ ان احکام آیات کے چند آیتین ایسی پیش کرتے ہین جس سے بطلان پردۂ مروجہ ہوتا ہی ونستعین باللہ المتین

(۱) قل تعالوا ندع ابناءنا و	کہ اے محمد کہ آؤ ہم اپنے لڑکون کو بلائین تم اپنے
ابناءکم ونساءنا ونساءکم	لڑکون کو بلاؤ ہم اپنی عورتون کو بلائین تم اپنی عورتون
وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل	کو بلاؤ ہم اپنے لوگون کو بلائین تم اپنے لوگون کو بلاؤ پھر
فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین ع۵	قسما قسمی کرین تب جھوٹون پر اللہ کی لعنت کرین۔

یہ آیت مباہلہ ہی۔ رسول اللہ صلعم اور کفار سے قسما قسمی کی ٹھہری کہ جو جھوٹا ہوگا اسی وقت اس پر قہر آسمانی نازل ہوگا۔ پس اللہ تعالے نے وحی بھیجی کہ تم اپنے لڑکون عورتون لوگون کے ساتھ آؤ اور ان سے کہو کہ اپنے لڑکے عورتون اور لوگون کو لے کر آئین تب قسم کھاؤ۔

رسول اللہ صلعم کے دونون بازون پر حسنؓ وحسینؓ تھے۔ پیچھے حضرت فاطمہؓ اور ان کے پیچھے حضرت علیؓ تھے۔ جمہور مفسرین لکھتے ہین کہ اس ہیئت سے آپ مجمع کفار

ع۵ سورۂ آل عمران ۱۲

بلکہ میدان مباہلہ مین تشریف لائے تھیں تو نہ ہوئی کیونکہ کفار پر ہیبت کچھ ایسی طاری ہوئی کہ دب کر صلح کر لی۔ لیکن جناب سیدہ کا اس شکل سے مجمع رجال مین جانا بتا رہا ہی کہ اسلام مین عورتین باہر نکلتی تھین اور نکل سکتی ہین۔

(۲) یاایھا الذین اٰمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمّی فاکتبوہ ولیکتب بینکم کاتب بالعدل الی قولہ واستشھدوا شہیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان عہ

مسلمانو جب تم ایک میعاد مقرر تک اُدھار کا لین دین کرو تو اُسکو لکھ پڑھ لیا کرو اور تمکو لکھنا نہ آتا ہو تو تمہارے درمیان مین کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھ دے (الیٰ قولہ) اور اپنے لوگون مین سے دو مردون کو گواہ کر لیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہون تو ایک مرد اور دو عورتین الخ

بنا بر مقدمہ پنجم اس آیت کا حکم مردون عورتون دونون کے لیے ہی اس لیے کہ اُدھار لینے کی ضرورتین دونون کو داعی ہوتی ہین۔ اُدھار لینے کا عمدہ طریقہ اللہ کریم یہ بتاتا ہے کہ اس کو لکھ لیا کرو تا کہ کچھ بھول چوک نہ ہو جاے اور پھر اسی پر کفایت نہین بلکہ دو مردون کو گواہ بنا لیا کرو اور دو مرد نہ ملین تو ایک مرد اور دو عورتین سہی۔ مرد جب اُدھار کا لین دین کرے گا تو گواہی مین بوقت عدم موجودگی مرد عورتون کی ضرورت ہوگی اور اسی طرح عورتین جب معاملہ کرین گی تو شہادت مین مردون کی ضرورت ہوگی۔ شہادت مین شناخت ضروری ہی۔ اس آیت سے خود مردون عورتون کا اکٹھا ہونا اور ایک دوسرے کو دیکھنا ثابت ہی جو پردہ مروجہ کے خلاف ہی۔

ممکن ہی کہ بعض تیرہ درون لوگونکے دل مین یہ خیال گذرے کہ اللہ تعالی "من رجالکم" فرماتا ہی یعنی تم مردون مین سے محارم یا محرمات لو لیکن یہ صریح البطلان ہی۔ محارم و محرمات کا ہر جگہ پہ پایا جانا محال ہی علاوہ ازین من رجالکم سے مراد یہ نہین ہی کہ محارم و محرمات ہون بلکہ مسلمان مردون کا ہونا مراد ہی اس لیے کہ "کم" کی ضمیر راجع ہی "الذین اٰمنوا" کی طرف کہ وہی مخاطب ہین تو مطلب یہ ہوا کہ لین دین مین مسلمان مرد و عورت کو گواہ بنایا کرو کافر کی شہادت مقبول نہین ہی۔

عہ سورۃ البقرہ۔

(۳) واللاتی یأتین الفاحشة
من نسائکم فاستشهدوا
علیهن اربعة منکم فان
شهدوا فامسکوهن فی
البیوت حتی یتوفهن الموت
او یجعل الله لهن سبیلا ؏

جو عورتین کہ تمہاری بیبیون مین سے زنا کی
مرتکب ہون تو ان پر چار گواہ طلب کرو اپنے
مین سے پس اگر چارون گواہی دیدین تو ان
عورتون کو گھرون مین بند رکھو یہانتک کہ
ان کو موت اُٹھالے یا خود اللہ ان کے لیے
کوئی راہ نکالے۔ الآیہ

یہ حکم اس وقت کا ہے جب حد زنا مقرر نہین ہوئی تھی۔ گھرون مین بند رہنا بدکار عورت کی سزا اللہ نے مقرر کی تھی اور ہندوستان مین بلا ارتکاب زنا عورتین اس سزا کو بھگت رہی ہین اس سے کوئی فرد بشر انکار نہین کرسکتا کہ جرم کی سزا غیر مجرم کو ملنی خود ایک گناہ عظیم ہے۔ پردۂ مروجہ کا بطلان تو یہین سے ثابت ہے۔

اس کے بعد ہم اُن آیات کریمہ کو نذر ناظرین کرتے ہین جن سے بخوبی پتہ لگتا ہے کہ ہندوستان کا ایسا پردۂ مروجہ ابتدائے آفرینش عالم سے کبھی اسلام مین نہین تھا۔

(۴) فحملته فانتبذت به مکانا
قصیا فاجاءها المخاض الی جذع
النخلة قالت یالیتنی مت
قبل هذا وکنت نسیا منسیا
فنادىها من تحتها الا تحزنی
قد جعل ربک تحتک سریا
الی قوله فکلی واشربی وقری
عینا فاما ترین من البشر
احدا فقولی انی نذرت
للرحمن صوما فلن اکلم
الیوم انسیا فاتت به قومها
تحمله قالوا یا مریم

پس حاملہ ہوئین مریم اُس سے پھر جنگل کی راہ
اختیار کی پس اور درد ہوا ان کو ایک
درخت خرما کے نیچے۔ کہا مریم نے (ی)
کاش اس سے پہلے مین مرجاتی اور بھول
بھلا گئی ہوتی پس پکارا اس کو اس کے نیچے سے
کہ مت غم کھا۔ البتہ تیرے رب نے تیرے نیچے ایک
چشمہ کردیا ہے (الی قولہ) پس کھا۔ پی۔
اور آنکھ ٹھنڈی کر پھر اگر کسی مرد کو آدمیون
سے دیکھے تو تو کہدے کہ آج مین نے
اللہ کے لیے روزہ نذر مانا ہے اور کسی شخص
سے بات نہین کرونگی پھر لائین مریم اس
(لڑکے عیسیٰ) کو اپنی قوم مین اُٹھائے ہوئے

؏ سورۃ النساء

لقد جئت شیئاً فریّا ؏ کہا قوم کے لوگون نے کہ اے مریم یہ کیا برا کام تجھ سے ہوا
حضرت مریم کا جنگل مین بستی سے جانا۔ درخت خرما کے نیچے بیٹا جننا۔ اللہ کا یہ کہنا کہ کسی مرد سے
ملاقات ہو تو کہدو مین بات نہ کرون گی۔ پھر قوم مین حضرت عیسیٰ کو لے کر آنا اور قوم کے
مردون کا ان سے باتین کرنا یہ سب باتین ایسی ہین کہ وحشی صاحب اپنے خلاف مدعا پاکر
ہاے ہاے کرین۔

(۵) قال قد اوتیت سؤلك یا موسیٰ ولقد مننّا علیك مرّة اُخریٰ اذ اوحینا الی اُمّك ما یوحیٰ ان اقذفیه فی التابوت فاقذفیه فی الیمّ فلیلقه الیمّ بالساحل ؏

کہا اللہ نے کہ اے موسیٰ تیری مراد تجھے عطا کی گئی اور البتہ ہم نے یہ تجھ پر دوبارہ احسان کیا جب وحی بھیجی ہم نے تیری ماں کی طرف کہ موسیٰ کو صندوق مین رکھ دے پھر صندوق کو دریا مین ڈال دے پھر دریا اس کو ساحل پر پھینک دے گا۔ ۱۲

حضرت موسیٰ کا قصہ مشہور ہے۔ ان کی ولادت بالکل پوشیدہ ہوئی اور چونکہ خدا کو ابھی پوشیدہ رکھنا منظور تھا اس لیے ان کی ماں کو ہدایت کی کہ موسیٰ کو صندوق مین بند کر کے دریا مین ڈال دین۔ اور یقیناً یہ کام حضرت موسیٰ کی ماں نے اکیلے ہی کیا ورنہ اور لوگون کو بھی خبر ہو جاتی۔ پس موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا تنہا آبادی سے دریا تک جا کر صندوق پھینکنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ہند کا جیسا پردہ حبس دوامی جب نہین تھا۔

(۶) اذ تمشی اختك فتقول هل ادلّکم علیٰ من یکفله فرجعنٰك الیٰ اُمّك لاٰیه

جب تمہاری بہن چلی جاتی تھی اور کہہ رہی تھی کہ کہو تو مین تم کو ایک ایسا پتہ دون جو اس کا پالے اور اس تدبیر سے ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پہونچا دیا۔ انتھی

حضرت موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کو صندوق مین رکھ کر دریا مین ڈال تو دیا لیکن شفقت مادری سے بہت بیقرار تھین چنانچہ بے صبر ہو کر موسیٰ کی بہن سے کہا کہ تم اس کے پیچھے پیچھے چلی جاؤ دیکھو یہ صندوق کہان ٹھہرتا ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ یہ ہین۔

اَصبح فؤاد امّ موسیٰ فارغاً قالت لاخته قصّیه الخ ؏

وہ صندوق محل فرعون کے نیچے ٹھہرا اور فرعون کی بی بی آسیہ نے حضرت موسیٰ کو پالنا چاہا

؏ سورہ مریم۔ ؏ سورہ طٰہٰ۔ ؏ سورہ طٰہٰ۔ ؏ سورہ قصص

لیکن موسیٰ کسی عورت کا دودھ نہیں پیتے تھے تب موسیٰ کی بہن نے جو پیچھے پیچھے پوشیدہ طور سے گئی تھیں کہا کہ میں ایسی دایہ بتا دوں جس کا دودھ یہ پئیں گے اور حضرت موسیٰ کی ماں آئیں حضرت موسیٰ کی بہن کا اپنے مکان سے فرعون کے محل تک جانا خود پردہ مروجہ کے خلاف تھا۔ نہ کہ اُس پرآشوب زمانہ میں جب کہ بنی اسرائیل کی عورتیں بلاوجہ معرض ظلم و ستم ہو رہی تھیں۔

(۷) وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ
وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ
يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا
امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ
مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي
حَتَّى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَا
شَيْخٌ كَبِيرٌ فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ
تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ
إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ
فَقِيرٌ۔ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا
تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ
أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ
أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا۔ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ
عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ
مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ قَالَتْ إِنَّ خَيْرَ
مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ
إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ
قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ
إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ
تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ فَإِنْ أَتْمَمْتَ

اور جب موسیٰ شہر مدین کے کنوئیں پر پہونچے
تو دیکھا کہ کنوئیں پر ایک بھیڑ لگی ہے اور
وہ پانی پلا رہے ہیں اور دیکھا کہ ان سے الگ
دو عورتیں اپنی بکریوں کو روکے کھڑی ہیں موسیٰ
نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے بولیں جب تک چرواہے
اپنی بکریاں ہٹا نہ لیجائیں ہم پلا نہیں سکتے اور
ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں یہ سنکر موسیٰ نے
ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا پھر ہٹ کر سایہ میں
جا بیٹھے اور دعا کی کہ اے میرے پروردگار تو جس وقت
نعمت بھیجدے میں اس کا حاجتمند ہوں تب میں
ان عورتوں میں سے ایک شرماتی ہوئی چلی آئی اور
موسیٰ سے کہا کہ میرے والد تم کو بلا رہے ہیں کہ وہ جو
تم نے ہمارے خاطر بکریوں کو پانی پلایا تم کو اس کی
مزدوری دیں تو جب موسیٰ ان (شعیب) کے
پاس پہونچے اور ان سے حال بیان کیا تو کہا
اندیشہ نکرو تم ظالموں سے بچ آئے پھر ان دو عورتوں
میں سے ایک نے کہا کہ ابا جان ان کو نوکر رکھ لیجیے کہا میں
چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کو
اس شرط پر تمہارے نکاح میں دوں کہ تم آٹھ برس میری
نوکری کرو اور اگر دس برس پوری کرو

عشرًا فمن عندك — تو تمہارا احسان ہی۔ پھر جب موسیٰ نے
فلما قضی موسی الاجل — مدت پوری کردی اور اپنی بی بی کو
وسار باهله انس من — لے کر روانہ ہوے تو کوہ طور کے
جانب الطور نارا عه — جانب سے ان کو آگ دکھائی دی۔

یہ دونون عورتین حضرت شعیب علیہ السلام کی ناکتخدا لڑکیان تھین جن کو موسیٰ علیہ السلام نے مردون کی بھیڑ مین سب سے الگ دیکھا تھا۔ اور چونکہ چرواہے بہت اور کنوین پہ تنگ تھی اس لیے وہ سب کے بعد اپنی بکریون کو پانی پلاتی تھین حضرت موسیٰ کو ان کی بیچارگی پر افسوس آیا چونکہ آدمی زبردست تھے چرواہون کو ہٹا کر ان کی بکریون کو پانی پلا دیا۔ لڑکیون نے جب حضرت شعیبؑ یعنی اپنے باپ سے سب حال کہا تو انھون نے بلا بھیجا اور انھین مین سے ایک لڑکی آکر موسیٰ کو اپنے ساتھ لے گئی اور باپ سے کہا کہ ان کو نوکر رکھ لیجیے حضرت شعیبؑ نے ایک لڑکی کا نکاح اس عہد پر کر دیا کہ آٹھ برس تک ان کی بکریان چرائین لیکن موسیٰ نے دس برس تک نوکری کی مدت پوری کی اس کے بعد اپنی بی بی کو لے کر روانہ ہوے اور اُس وقت وہ حاملہ تھین جیسا کہ سورۂ طہ سے معلوم ہوتا ہی۔ قرآن مجید کے سیاق کلام اور نیز تواریخ سے جہان تک پتہ چلتا ہی یہی متحقق ہوتا ہے کہ میان بی بی دونون نے پیدل ہی سفر کیا۔ اور یہ سب واقعہ پردۂ مروجۂ ہند کا منافی ہی۔ فانظروا ایها المتوحشون علی ما قال الشرس و محب المحسنین ۱۲

ولقد جاءت رسلنا ابرهیم — اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری
بالبشری قالوا سلاما قال سلام — لے کر آئے تو انھون نے سلام کیا۔ ابراہیم نے سلام
فما لبث ان جاء بعجل حنیذ — کا جواب دیا پھر ابراہیم نے بلا توقف بچھڑے کا بھنا ہوا
فلما رای ایدیهم لا تصل — گوشت ان کے سامنے لاکر موجود کیا پھر جب دیکھا کہ
الیه نکرهم واوجس — اُن کے ہاتھ تو کھانے کی طرف اُٹھتے ہی نہین تو ان سے
منهم خیفة قالوا لا تخف — بدگمان ہوے اور جی مین ان سے ڈرے وہ بولے
انا ارسلنا الی قوم لوط — خوف نہ کیجیے ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہین اور
وامراته قائمة فضحکت — ابراہیم کی بی بی کھڑی ہوئی تھین وہ ہنسین تو ہم نے

عه سورۂ قصص ۱۲

فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ عه

ان کو اسحاق اور اسحاق کے بعد یعقوب کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی۔

حضرت ابراہیمؑ کے پاس فرشتے آدمی کی شکل مین آئے تھے۔ اور جب تک اُنھون نے خود نہین بتایا حضرت ابراہیمؑ اور اُن کی بی بی حضرت سارہ دونون آدمی سمجھ کر مہمان نوازی مین مشغول رہے چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین۔

انہم أتوہ فی صورۃ البشر فکانت قائمۃ تخدم الاضیاف وابراہیم جالس معہم ؎

ابراہیمؑ نے اُن کو بشر کی صورت مین دیکھا بی بی سارہ کھڑی ہوئی مہمانون کی خدمت کرتی تھین اور خود ابراہیم ان کے پاس بیٹھے تھے

معلوم ہوتا ہی کہ اُس زمانے مین بھی یہی دستور تھا کہ مہمان کے ساتھ عورت مرد سب ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ مگر اس آیت سے یہ بات صراحۃً ثابت نہین ہوتی ہان اتنا معلوم ہوتا ہی کہ حضرت سارہ ان کے سامنے کھڑی تھین یا بقول امام رازی ان کی خدمت مین ابراہیمؑ کے سامنے مصروف تھین۔ تو خیر یہی کیا کم ہی

(۹) قالت یا ایہا الملأ انی أُلقی الیّ کتاب کریم انہ من سلیمان الآیہ۔

کہا بلقیس نے کہ اے میرے سردارو میرے پاس ایک بزرگ خط لایا گیا ہے۔ یہ خط سلیمان کی طرف سے ہی۔ ۱۲

جب ہُدہُد کی زبانی حضرت سلیمان کو بلقیس کا حال معلوم ہوا تو اُس کو آپ نے بلایا اور فی الآخر وہ آئی۔ اس کے آنے سے پہلے حضرت سلیمان نے اس کا تخت منگوا لیا تھا۔

قیل أہکذا عرشک قالت کأنہ ہو۔ قیل لہا ادخلی الصرح فلما رأتہ حسبتہ لجۃ وکشفت عن ساقیہا قال انہ صرح ممرد من قواریر قالت رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمان

پوچھا گیا کیا یہی تیرا تخت ہے کہا گویا کہ وہی ہو۔ پھر اس سے کہا گیا کہ محل مین داخل ہو تو جب اس کو دیکھا تو گمان کیا کہ پانی ہو اور کھول دیا اپنی پنڈلیون کو کہا کہ یہ محل ہی شیشہ کا منڈھا ہوا تب بلقیس نے کہا کہ میرے اللہ مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اسلام لائی سلیمان ؑ

عه سورۂ ہود ؎ تفسیر کبیر مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۰۰

لله رب العالمین عہ کے ساتھ اللہ کے واسطے جو تمام عالم کا پروردگار ہے

امام رازی فرماتے ہین کہ لوگون کے کلام سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے:

والاظهر فی کلام الناس کہ حضرت سلیمان نے بلقیس سے نکاح

انه تزوجها [2] کر لیا اور پھر ایک روایت بھی حضرت

عباس سے اسی مضمون کی روایت کی گئی ہو۔

بلقیس شہر سبا کی ملکہ تھین حضرت سلیمان کے بلانے سے شہر سبا سے ان کے پاس آئین۔

ان کے محل مین داخل ہوئین۔ دربار مین اپنے سردارون سے برابر باتین کرتی تھین۔

(کما ظهر فی الاول) اور آخر حضرت سلیمان پر ایمان لائین اور سلیمان کی بی بی ہوئین۔

غرض کہ قرآن مجید سے ثابت ہو گیا کہ دنیا مین کبھی آفرینش عالم سے لے کر

آج تک اسلام مین ایسا پردہ نہین تھا جس کے اثبات پر جناب وحشی صاحب ناحق

کوشیان کر رہے ہین۔ ۱۲

عہ سورۃ النمل۔ [2] تفسیر کبیر مطبوعہ استنبول صفحہ ۵۶۹۔

۲ السنۃ

قرآن شریف سے یہ ثابت کر دینے کے بعد کہ ہند کا پردہ مروجہ زائد علی الشرع ہے اور شرعی پردہ صرف اس قدر ہے کہ عورت سوائے چہرہ دونوں ہاتھوں اور دونوں قدموں کے تمام بدن چھپا کر باہر کام کاج کے لیے نکل سکتی ہے جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فتاوی عزیزیہ میں فرماتے ہیں "پردۂ شرعی ہمین است کہ زن از سرتا پا چادر کشیدہ باشد" حدیث سے استدلال کی ضرورت نہیں ہے۔ اول وجہ تو پہلے ہی چوتھے مقدمہ میں بیان کر آئے ہیں دوسری یہ کہ قرآن سے جب کوئی امر ثابت ہوگیا تو اس کے خلاف میں حدیث قابل سند نہیں تاہم ہم وحشی صاحب کے اطمینان کے لیے بتانا چاہتے ہیں کہ کسی حدیث سے آپ کا مطلب ثابت نہیں ہوتا بلکہ احادیث اکثر آپ کے مخالف کو مفید ہیں۔

(۱) پہلی حدیث میں آپ نے یہ نہیں بیان کیا کہ حدیث کا موقع و محل کیا ہے اس لیے بنا بر مقدمہ چہارم قابل استدلال نہیں ہے۔ بقول آپ کے "اس سے مطلق دخول کی ممانعت ثابت ہوتی ہے" تو ہر مرد کو اپنی ماں۔ بہن۔ جورو۔ تمام محرمات سے پردہ کرنا چاہیے۔ فاین الحجاب المطلوب بہ ثابتۃ ہاں اگر یہ آپ کا مطلب ہے کہ اجنبی مرد اجنبی عورت کے گھر میں بلا اذن نہ چلا جائے اور اس سے مخالطت نہ کرے (جیسا کہ ظاہر حدیث سے مفہوم ہے) تو چشم ما روشن۔ دل ما شاد۔ ہم بھی بلا وجہ اجنبی مرد و اجنبی عورت کو مخالطت و مجالست سے منع کرتے ہیں۔ الحاصل آپ ہی کا دعوی صحیح کہ اس حدیث میں مرد کو عورتوں کے پاس جانے کی ممانعت ہے لیکن عورت کو تو باہر نکلنے سے ممانعت نہیں نکلتی۔ برادر شوہر سے پردہ واجب ہے اس لیے کہ وہ نامحرم ہے۔ لیکن وہی پردہ جو دوسرے نامحرموں سے ہو یعنی وجہ و کفین کھولے ہوئے وہ اس کے پاس سے گذر سکتی ہے تعجب ہے کہ برادر شوہر سے سختی پردہ کا جو حکم صریح ہے اس سے تو اتنی لاپروائی کہ ہندوستان میں وہ مثل محارم ہے اور جو پردہ شرعی نہیں اس کے شرعی ثابت کرنے پر سر توڑ کوششیں ہو رہی ہیں ہم کو معلوم نہیں کہ اس حدیث کا موقع کیا ہے لیکن الفاظ حدیث "ایاکم والدخول علی النساء" خود اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ عورتیں جب گھر کے اندر رہیں تو ان پر دخل مت ہو۔ اس لیے کہ نہ معلوم عورتیں کس حال میں ہوں کس حال میں نہ ہوں اور جب حال میں کہ مرد کو مرد کے کمرے میں بلا اذن جانا ممنوع ہے عورت کے مکان میں بطریقہ اولیٰ

ممنوع ہونا چاہیے پھر اس سے پردۂ مروجہ کہان ثابت ہوا۔
آپ ناحق مولوی محب حسین صاحب پر مزاحاً طعنہ زنی کرتے ہین۔ عورت کی آواز ہرگز زینت نہین ہی۔ آیت "ولا یضربن بارجلھن" سے اگر آپ یہ مطلب نکالتے ہین تو صد آفرین بر روان وحشی باد مخفی نرہے کہ اس آیت مین عورتون کو زمین پر پاؤن ٹیک کر چلنے کی ممانعت ہی۔ اس کے کئی وجوہ ہین اول تو خود اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ بیان کردی ہی لیعلم ما یخفین من زینتھن (کہ لوگون کو ان کے اندرونی زیور کی خبر ہو) پاؤن زمین پر ٹیک کر چلنے مین ضرور ہی کہ زیور کی جھنا جھن آواز ہوا ور یہ طبیعت کو برانگیختہ کرنے والی ہی لہٰذا ممنوع ہوا اس سے پہلے والی آیت مین خداوند کریم نے زینت چھپانے کا حکم فرمایا ہی اور چونکہ پاؤن پٹک کر چلنے سے زینت ظاہر ہوجاتی ہی اس لیے اس کو بھی منع کردیا لان سبب السبب سبب دوسرے یہ کہ پاؤن پٹک کر چلنا خلاف تہذیب اور بالکل بیہودہ امر ہی اور اس کی تفسیر دوسری آیت ہی جہان اللہ تعالیٰ فرماتا ہی واقصد فی مشیک یعنی چال مین نرمی اختیار کرو۔ باقی رہا بلند آواز کا ممنوع ہونا سو یہ مردون کے لیے بھی نازیبا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی واغضض من صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر اور بات آہستگی سے کہہ کہ بُری سے بُری آواز گدھے کی ہی۔ پھر اگر بلندی آواز کا ممنوع ہونا عورتون کے لیے سبب اس پردہ کا ہے تو وحشی صاحب خود آپ کو بھی اور تمام مردون کو چار دیواری کے اندر پردہ نشین بنکر بیٹھنا چاہیے۔ واذ لبس فلبس

(دوسری حدیث) المرءۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفھا الشیطان — عورت ستر ہی جب وہ نکلتی ہی اُس کو شیطان اچھا کر دکھاتا ہے

اس حدیث سے ہرگز عورتون کے باہر نکلنے کی ممانعت نہین نکلتی۔ "اذا خرجت" کے معنی ہین جب عورت نکلی۔ آپ نے خرجت کے معنی باہر نکلنے کے لیے ہین۔ حالانکہ خرجت کے معنی صرف نکلنے کے ہین۔ اب بحث طلب یہ امر ہی کہ عورت کہان سے نکلتی ہی جو اس کو شیطان اچھا کر دکھاتا ہو اس لیے کہ حدیث مین محل خروج منہ نہین بیان کیا گیا ہم حدیث کا مطلب یہ سمجھتے ہین کہ عورت جب اللہ کی راہ سے خروج کرے تو شیطان اس کو اچھا کر دکھاتا ہی تو گویا اصل مین یہ حدیث یون ہوئی المرءۃ عورۃ فاذا خرجت

عن سبیل اللہ استنہ فہا الشیطان۔
وحشی صاحب نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے اس قول پر" ازین جاست کہ زن را عورت
میگویند" یہ عجیب استدلال کیا ہو کہ خود عورت کا نام اس کے ستر ہونے پر دلالت کرتا ہو اس لیے
کہ اسم کا اثر مسمی پر پڑتا ہو۔ وحشی صاحب ام بھی اس بات کے قائل ہین کہ مولوی محب حسین
صاحب نے گدھے والی مثال غلط دی تھی کہ اسم کا اثر مسمی پر نہین پڑتا کیونکہ وہان بوجھ
لادنے کے لیے کوئی علاقہ کی ٹوکری نہین تھی لیکن آئیے ہم ایک ایسی مثال دیتے ہین کہ آپ
بھی پھڑک جائیے۔
انسان کی دو قسمین ہین ایک تو وہ جس کے اخلاق اچھے ہون۔ ہمدردی کا مادہ ہو
انسان سے موانست رکھتا ہو اور یہ انسان مہذب کہلاتا ہو۔
دوسرے وہ جن کے اخلاق واطوار بہائم کے ایسے ہون۔ اور وحشی اقوام ہین۔
آپ نے اپنا تخلص وحشی رکھا ہو۔ علاقہ کی ٹوکری بھی موجود ہو۔ دو حال سے خالی
نہین اگر آپ وحشی یعنی وحشت زدہ صاحب اخلاق بہیمیہ ہین تو علاوہ اس کے کہ مہذب
لوگون مین آپ نفرت سے دیکھے جائین گے خود آپ بھی اس لقب کو گوارا نہ کرین گے
اگر کوئی دشمن غصہ مین آپ کو وحشی کہدے تو غالباً اس پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش
دیجیے گا۔ اور کیا آپ کو آدمیون سے انس نہین جو وحشی ہوے جاتے ہین اور اگر آپ
وحشی نہین ہین تو پھر آپ ہی کا کلیہ ٹوٹا جاتا ہو کہ اسم کا اثر مسمی پر نہین پڑتا پھر آپ ہی اب
انصاف فرمائیے۔ یہ تو الزامی جواب تھا اب تحقیقی جواب ملاحظہ ہو۔
عورت کے معنی بیشک ستر کے ہین۔ لیکن عورت بمعنی زن اردو مین مستعمل ہو
نہ عربی مین۔ حالانکہ عورت لفظ عربی ہو۔ ہان اگر عورت عربی مین بھی بمعنی زن مستعمل ہوتا
تو کہہ سکتے تھے کہ اسم کا اثر مسمی پر پڑتا ہو معہذا کسی کا نام امین ہو تو ضرور نہین ہو کہ
وہ امانت دار بھی ہو۔ وجہ وکفین کا ستر نہ ہوتا ہم نے قرآن وحدیث وفقہا ومفسرین
کے اقوال سے ثابت کردیا۔ اس حدیث سے اس کا خلاف بھی ثابت نہین ہوتا کیونکہ
خروج سے مطلب خروج من سبیل اللہ ہو۔
(تیسری حدیث) رسول اللہ نے جو اس مخنث کو عورتون کے پاس جانے سے منع کردیا
اس سے آپ کا پردہ مروجہ پر استدلال کرنا عجب ہو۔ جناب رسالت پناہ نے جو

اس مخنث کو عورتون کے پاس جانے سے منع کردیا اس کی وجہ تو یہ ہی کہ وہ فحش باتین بکتا تھا اور ظاہر ہی کہ ایسے لوگ عورت تو عورت مرد کے پاس بھی نہین جاسکتے۔ آپ ہی کے قول کے موافق اگر عموماً مخنث لوگون کا دخول علی النساء ممنوع ہوتا تو رسول اللہ پہلے ہی منع کر دیتے۔ لیکن نہین جب تک وہ بیٹھا رہا آپ نے منع نہ کیا اور منع کیا تو کب جب بری باتین اُس سے سُنین۔ تو ممانعت کا سبب فحش باتون کا نکلتا تھا۔ اس کے ہم بھی قائل ہین اور خود قرآن مجید مین بھی موجود ہی کہ جب تم کسی کو خلاف شرع باتین کرتے دیکھو یا شریعت پر مضحکہ اڑاتے دیکھو تو ایسے لوگون کے پاس مت بیٹھو۔ بقول وحشی صاحب پھر مردون کو مردون سے پردہ کرنا چاہیے اصل یہ ہی کہ نیک لوگون کو بدلوگون سے صحبت کرنی ممنوع ہی اسی طرح نیک عورتون کو آوارہ عورتون سے احتراز واجب ہی جیسا کہ قرآن شریف کی آیت " اَوْ نِسَائِهِنَّ " (سورہ نور) کی تفسیر مین موجود ہی۔

یہ دنیا بھر کا مانا ہوا مسئلہ ہی کہ عورت کو عورت سے پردہ نہین ہی اور غالباً وحشی صاحب کو بھی اس سے انکار نہ ہوگا۔ مسلمانون کی شریف عورتین رنڈیون اور فاحشہ بازاری عورتون سے صحبت رکھنی حرام سمجھتی ہین یہان تک کہ یہ عورتین زنانے مکان مین بھی نہین جاسکتین۔ اور اس کی یہی وجہ ہی کہ خراب صحبت و مجالس اچھے لوگون کو بھی خراب کر دیتی ہی۔ سورہ نور مین اللہ تعالیٰ نے عورتون کو سب سے زینت چھپانے کا حکم فرمایا ہی لیکن بعض لوگون سے ظاہر کرنے کی اجازت بھی دی مثلاً باپ بیٹا بھائی پھر انھین لوگون مین آگے چل کر فرماتا ہی۔ اَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ (ترجمہ یا خدمتیون مین وہ لوگ جو مرد تو ہین مگر عورتون سے کچھ غرض نہین رکھتے یعنی ان لوگون سے بھی زینت ظاہر کرنا جائز ہی) تفسیر مدارک التنزیل مین لکھا ہی کہ مراد ان سے مخنث مقطوع الذکر اور عنین لوگ ہین۔ تو قرآن مین جب مخنث سے پردہ کا حکم نہین ہے تو رسول اللہ نے کسی خاص ہی وجہ سی منع کیا اور وجہ یہ تھی کہ وہ فحش باتین بکتا تھا جس کا سُننا عورت کو تو کیا مرد کو بھی حرام ہی۔ پس اس سی بھی پردہ مروجہ کا اثبات نہ ہوا۔

(۴) چوتھی حدیث مین فقط اتنی عبارت حدیث پیش کر کے (لعن اللہ الناظر و المنظور الیہ "لعنت کرے اللہ دیکھنے والے پر اور اس پر جس کو دیکھا گیا ہو) وحشی صاحب نے پردہ مروجہ پر استدلال کیا ہی اولاً تو یہ حدیث نہین بلکہ حسن بصری

کا قول ہو جو ہمارے لیے دلیل قطعی نہین ہو ثانیاً یہ بھی نہین معلوم کہ کس چیز کا دیکھنا محل لعنت ہو۔ وحشی صاحب کا یہ شرمناک مغالطہ ہو کہ بلا وجہ عورت کا دیکھنا مراد لیا ہو اس قول مین تو اشارۃً کنایۃً بھی عورت مراد نہین ہو سکتی۔

ثالثاً چونکہ اس قول مین مطلقاً دیکھنے والی اور دیکھی گئی شئے پر بلا وجہ لعنت کی گئی لہذا یہ قول مردود ثم مردود۔

رابعاً وجہ اس کے مردود ہونے کی یہ ہو کہ دیکھنے والا تو اس لیے قابل لعنت ہو گا کہ اُس نے ایسی چیز کیون دیکھی جو لایق دیکھنے کے نہ تھی مگر جس کی طرف دیکھا وہ محض بے قصور ہو اُس پر لعنت پڑنے کی وجہ کیا۔

(۵) پانچوین حدیث مین حضرت وحشی نے امام نووی کا قول نقل کیا ہو چونکہ وہ قابل جواب نہین ہو ہم اسکو نظر انداز کرتے ہین۔

(۶) اس حدیث سے جیسا استدلال وحشی صاحب نے کیا ہو بلا شک قابل تماشا ہو۔ تو پھر جناب عالی بنگلون مین انگریزیا نئی تہذیب والے جو اپنے کمرون مین پردہ لٹکا دیا کرتے ہین وہ بھی آپ کے زعم مین پردہ نشین عورتین ہین۔ سلاطین کے وہان بھی پردہ کا دستور ہو کہ دروازہ پر لٹکا لیتے ہین۔ یہ سب بادشاہ بھی شاید پردہ نشین عورتین تھے اور ہین۔

بات یہ ہو کہ حضرت عائشہ اس وقت چھہ سات برس کی لڑکی تھین اور جیسا کہ لڑکیون کا دستور ہو کہ گڑیا کھیلنے کے وقت پردہ ڈال لیتی ہین جس مین کہ بڑی بوڑھیاں نہ دیکھین حضرت عائشہ نے بھی باقتضاے طفولیت کیا۔ ورنہ گھر مین تو رسول اللہ تھے کیا رسول اللہ سے اُنھون نے پردہ کیا۔

(۷) جب یہ نہین معلوم کہ نکلنے کے وقت عورت کی کیا حالت تھی۔ تو کیونکر یقین ہو سکتا ہو کہ وہ عورت ننگی نہین تھی بلکہ اغلب ہو کہ وہ ننگی ہو۔ ممکن ہو کہ وہ برہنہ نہاتی ہو۔ یا ایسی حالت مین بیٹھی ہو کہ سر کے بال کھلے ہون۔ کوئی ستر ظاہر ہوا ور سانپ سے ڈر کر یا ہمہ نکل پڑے۔ اور ظاہر ہو کہ اس حال مین جب اُس کے شوہر نے اُس کو مجمع رجال مین دیکھا تو غیرت کی بات ہی تھی۔

(۸) رسول اللہ صلعم کے لیے عورت کا دیکھنا مباح مطلق تھا۔ اس لیے کہ انبیا کے نفس

مطمئنہ حاصل ہوتا ہے۔ پس رسول اللہ کا قیاس عام مردون پر کرنا ہمارے وحشی صاحب ہی کا کام تھا۔ معلوم نہین رسول اللہ کی غیرت کس معنی کر کے تھی اور کیون تھی۔

(۹) حضرت عائشہ نے جو بلا اذن رسول اُسکو آنے کی اجازت نہین دی اس کی وجہ یہ آیت قرآنی لاتدخلوا بیوت النبی حتی یوذن لکم تھی کہ رسول کے گھر مین بلا ان کے اذن کے نہ جاؤ۔ اس لیے عائشہؓ نے اجازت نہ دی کہ اجازت دینے کا حق رسول اللہ کو تھا نہ جناب صدیقہؓ کو۔

(۱۰) رسول اللہ صلعم۔ زینب اور زید کے درمیان مین جو اس وقت پردہ لٹکا لیا گیا وہ اس وجہ سے نہ تھا کہ عورتون کو پردہ کے اندر رہنا چاہیے بلکہ خاص وجہ ہے۔ جب کہ رسول اللہ کا نکاح حضرت زینب کے ساتھ ہو گیا تو رسول اللہ ان کو گھر مین لائے۔ خلوت کے وقت جب مرد و عورت اکٹھا ہون تو ثالث شخص کا جانا خلاف مصلحت ہے پھر اُس وقت اگر پردہ لٹکا لیا گیا تو وحشی صاحب کیون اسپر ناز کر رہے ہین کیا ان کا مطلب یہ ہے کہ مرد و عورت کے خلوت مین بھی تیسرا شخص خلل انداز ہو۔ فالعجب ثم العجب علی ما استدل علیہ۔

(۱۱) اس حدیث کا جواب تو خود وحشی صاحب نے آخر مین دیدیا کہ فرمایا رسول اللہ نے حوائج کے لیے تم کو نکلنے کی اجازت ہے و سیاتی آیت حجاب کے بعد ازواج مطہرات کا نکلنا بھی بند نہین ہوا اور اسکو ہم آگے چلکر ثابت کرین گے۔

(۱۲) قولہ "اے علی تو ایک نظر کو دوسری نظر کی تابع نہ کر کیونکہ تیری لیے پہلی نظر ہے دوسری نہین"۔ ہم اس کی تردید پہلے بھی کر چکے ہین اور اب بھی کہتے ہین کہ یہ قول نبوی آپ کو مضر ہے۔ مرد کی پہلی نظر غیر عورت پر اُسی وقت پڑے گی جب کہ عورت باہر نکلے یا مرد عورت کے گھر جائے اور یہ دونون امور پردۂ مروجہ کے خلاف ہین۔ اگر پردہ چار دیواری مراد لین تو مرد کی نظر عورت پر عمر بھر نہین پڑ سکتی پھر پہلی نظر کا معاف ہونا چہ معنی دارد۔

(۱۳) حدیث کا مطلب تو صاف ہے کہ عورتین ایسی حالت مین جاتی تھین کہ خود اپنے مین ایک دوسرے کو نہین پہچان سکتی تھین یعنی رات کا وقت یا اندھیرا ہوتا تھا پھر آپ کو کیا فائدہ۔

(۱۴) عورتون کو جنازہ کے پیچھے چلنے سے ممنوع ہونا دو وجہون سے ہے ایک تو یہ کہ عورتون کا

کام نہین تو جانا بیکار ٹھہرا دوسرے یہ کہ عورتین رقیق القلب زیادہ ہوتی ہین ممکن ہے کہ نالہ وشیون برپا کرین اس لیے ممانعت عن اتباع الجنائز اولی رکھا۔

(۱۵) یہ روایت صحیح نہین اس لیے کہ خود حضرت عائشہ کا شام تک بغرض جنگ جانا مذکور ومسلم ہے۔ کمترین عفا اللہ عنہ مادر مومنان کی تقلید کرکے کہتا ہے کہ جس طرح جناب صدیقہ مدینے سے شام تک گئین عام عورتون کو بھی نکلنا مستحب ہے۔

(۱۶) اس حدیث کا جواب مفصلاً آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالے غرض مذکورہ بالا احادیث مین کسی سے بھی پردۂ مروجہ ثابت نہوا۔ اب ہم چند احادیث پیش کرتے ہین جن سے بداہۃ پردۂ مروجہ کا ابطال ثابت ہوجائیگا۔

(۱) صحیح بخاری مین باب طواف النساء مع الرجال مین صراحۃً مذکور ہے۔

قال ابن جریج اذ منع ابن	کہا ابن جریج نے جب منع کیا ابن ہشام نے
هشام النساء الطواف مع الرجال	عورتون کو مردون کے ساتھ طواف کرنیسے تو کہا انھون
قال کیف تمنعهن فقد طاف	نے کیونکر منع کرتا ہے تو ان کو پس البتہ رسول اللہ
نساء النبی مع الرجال قلت	کی بیبیون نے مردون کے ساتھ طواف کیا
بعد الحجاب او قبل قال ای لعمری	مین نے کہا آیت حجاب نازل ہونے کے بعد یا پہلے کہا قسم
لقد ادرکته بعد الحجاب عہ	میری عمر کی آیت حجاب نازل ہونے کے بعد مین نے پایا۔

اس صحیح حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ آیت حجاب کے بعد بھی ازواج مطہرات گھر سے باہر نکلتی تھین یہان تک کہ حج کو جاکر مردون کے ساتھ طواف کرتی تھین۔ وحشی صاحب جو بار بار اس امر کا رونا روتے ہین کہ آیت ”وقرن فی بیوتکن“ کے نازل ہونے کے بعد ازواج نبی نے گھرون سے نکلنا چھوڑ دیا بالکل غلط اور افترا ہے۔ ہندوستان کا پردۂ مروجہ اگر شرعی ثابت ہے تو حج عورتون پر سے ساقط ہوجائیگا۔

(۲) باب غزوة النساء وقتالهن مع الرجال فی البخاری عہ

عن انس قال لما کان یوم احد	انس سے روایت ہے کہ جب احد کا دن ہوا
انهزم الناس عن النبی صلعم وقد	کفار نے رسول اللہ سے ہزیمت پائی اور
رأیت عائشة بنت ابی بکر	دیکھا مین نے عائشہ صدیقہ اور ام سلیم کو

عہ صحیح بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۲۱۹ ۔ عہ بخاری مصطفائی صفحہ ۴۰۳ ۔

وام سليم انهما لمشمرتان — درحالیکہ وہ دونون ازار کے نیچے حصہ کو

ارى خدم سوقهما۔ — اٹھائے ہوئے تھین۔ دیکھتا تھا مین انکی پنڈلیون کو

اس حدیث سے تین امر ثابت ہین ایک تو یہ کہ عائشہ صدیقہ اور ام سلیم معرکہ جنگ اور مجمع رجال مین تھین۔ دوسرے یہ کہ غالبًا ان کے چہرے کھلے تھے ورنہ راوی عائشہ صدیقہ اور ام سلیم کو نہ پہچانتا۔ تیسرے یہ کہ دونون قدم ستر نہین ہین اس لیے کہ اگر قدم اور پنڈلی ستر ہوتی تو یہ دونون بیبیان نہ خود ستر کھولتین اور نہ خود راوی اس طرف نظر کرتا اور یہ تینون امور پردہ مروجہ کے باطل کرنے والے ہین۔

باب عرض المرءة نفسها على الرجل الصالح۔

قال انس جاء امرءة الى — انس نے کہا کہ ایک عورت رسول اللہ کے

رسول الله تعرض عليه — پاس آئی درحالیکہ اپنے کو رسول اللہ پر

نفسها قالت يا رسول الله — عرض کرتی تھی پھر کہا عورت نے کیا رسول اللہ

الك بى حاجة۔ عہ — کیا آپ کو میرے ساتھ حاجت ہے

عرب مین ڈولی کا رواج نہین تھا اور نہ ہے۔ یہ عورت انس کے سامنے رسول اللہ کی خدمت مین آئی۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ عورت مرد کے پاس اپنے گھر سے بضرورت جا سکتی ہے۔

جاءت امرءة الى رسول الله — ایک عورت رسول اللہ کے پاس آئی اور کہا کہ

فقالت يا رسول الله انى قد وهبت — یا رسول اللہ مین اپنا نفس آپکو دیے دیتی ہون ایک

لك نفسى قال رجل زوجنيها — مرد نے کہا کہ یا رسول اللہ اسکو میرے ساتھ بیاہ دیجیے فرمایا

يا رسول الله قال قد زوجناكها عہ — رسول اللہ نے کہ مین نے اسکو تیری زوجیت مین دیدیا

اس باب مین متواتر حدیثین آئی ہین کہ جب کسی عورت سے نکاح کرنا چاہا ہو تو اس کا منہ دیکھ لیا کرو تا زیادہ محبت ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ عورتین کھلے منہ آئی تھین ورنہ بے چہرہ دیکھے وہ مرد اس سے نکاح کرنے کی خواہش نہ کرتا۔

باب الخاتم للنساء — فرمایا ابن عباس نے کہ حاضر ہوا مین عید کے

عن ابن عباس شهدت — دن رسول اللہ کے ساتھ قبل خطبہ کے

عہ بخاری صفحہ ۷۶۰ عہ بخاری صفحہ ۷۶۷

العید مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل الخطبة فاتی النساء فجعلن یلقین الخواتم فی ثوب بلال ۔ عه

پھر آئے رسول اللہ عورتون کے پاس پس ڈالنے لگین عورتین انگوٹھیان اپنی بلال کے کپڑے مین ۔

اس حدیث سے تین امور ثابت ہوتے ہین۔

(۱) عورتون کو عیدگاہ جانا مستحب ہی اور ساتر لباس پہنکر جا سکتی ہین۔

(۲) عورتین اجنبی مردون پر نظر ڈال سکتی ہین کیونکہ بغیر پہچانے بلال کے کپڑے مین انگوٹھی ڈالنا محال تھا

(۳) اجنبی مرد عورتون کے مجمع مین جا سکتا ہی کیونکہ ابن عباس رسول کے ساتھ تھے۔

(۶) باب موعظة الامام النساء

قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفطر فصلی فبدء بالصلوة ثم خطب فلما فرغ نزل فاتی النساء فذکرهن وهو یتوکأ علی ید بلال وبلال باسط ثوبه یلقی فیه النساء الصدقة عه

کھڑے ہوئے رسول اللہ عید الفطر کے دن پھر نماز پڑھی پھر نماز جماعت شروع کی پس خطبہ پڑھا پھر جب خطبہ سے فارغ ہوئے منبر سے اترے پھر عورتون کے پاس آئے اور نصیحت کی انکو درحالیکہ آپ بلال کے ہاتھ پر تکیہ کیے ہوئے تھے اور بلال اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے کہ اس مین عورتین صدقہ ڈالتی جاتی تھین۔

اس حدیث سے بھی عورتون کا عیدگاہ جانا۔ مردون کے مجمع سے ہوکر گذرنا (کیونکہ عیدین کے مجمع رجال سے گذرے چارہ نہین) اجنبی مردون پر نظر ڈالنا سب پردہ مروجہ کے منافی ثابت ہی۔

(۷) باب استیذان المرءة زوجها بالخروج الی المسجد

قال رسول اللہ اذا استأذنت امرأة احدکم فلا یمنعها ۔ ۱

فرمایا رسول اللہ نے تمہاری بیبیون سے جب کوئی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو اسکو منع نکرے

(۸) باب صلوة النساء خلف الرجال

عورتون کا مردون کے پیچھے نماز پڑھنا ترجمہ صحیح بخاری مین

عن انس قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام سلیم فقمت ویتیم

انس سے روایت ہی کہ رسول اللہ نے ام سلیم کے گھر مین نماز پڑھی پس کھڑا ہوا مین اور یتیم انکے

---

۱ صحیح بخاری ... صفحہ ۳۰ ۔ عه صحیح بخاری مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۱۳۲ ۔ ۲ بخاری صفحہ ۱۸۸

خلفه وام سليم خلفنا — پیچھے اور ام سلیم ہمارے پیچھے تھیں۔

(۹) باب خروج النساء الی المصلے یوم العید — عیدین میں عورتوں کا عیدگاہ جانا۔ بخاری میں

عن ام عطیة قالت امرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نخرج فی العیدین۔ — ام عطیہ سے روایت ہے کہا انھوں نے کہ رسول اللہ نے ہمکو عیدین میں نماز کیلیے جانیکا حکم فرمایا۔

(۱۰) عن عبد الرحمن بن عابس قال سمعت ابن عباس قال خرجت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم فطر فصلے العید ثم خطب ثم اتی النساء فوعظهن وامرهن بالصدقة ۔سه — عبد الرحمن بن عابس سے روایت ہے کہا انھوں نے کہ میں نے ابن عباس کو کہتے سنا کہ میں نکلا رسول اللہ کے ساتھ عید فطر کے روز پھر عید کی نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا پھر عورتوں کے پاس آئے تب اُن میں وعظ کہی اور صدقہ کا حکم فرمایا

ان چاروں حدیثوں سے واضح ہوگیا کہ قرون اولی میں عورتیں برابر مساجد میں پنج وقتہ نماز پڑھنے اور عیدین میں عیدگاہ تک جاتی تھیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ رسول اللہ نے عیدگاہ جانے کا حکم بھی فرمایا جس سے عورتوں پر نماز عید واجب ہوئی۔

پس جب کہ صراحةً عہد رسالت مآب میں عورتوں کا عیدگاہ جانا اور اجازت پانی ثابت ہے تو مخالف فقہا کی رائے ہرگز مسلّم نہیں بلکہ غلط ہے۔

(۱۱) عن حفصة بنت سیرین قالت کنا نمنع جواریناان یخرجن یوم العید فجاءت امرأة فنزلت قصر بنی خلف فاتیتها فحدثت ان زوج اختها غزے مع النبی ثنتی عشرة غزوة فکانت اختها معه فی ست غزوات قالت فکنا نقوم علی المرضی ونداوی الکلمی فقالت یارسول اللہ علی احدانا باس اذالم یکن لها جلباب — حفصہ بنت سیرین سے روایت ہے کہا انھوں نے کہ ہم اپنی پڑوسی عورتوں کو عید میں جانے سے منع کرتے تھے پس آئی ایک عورت پس اتری بنی خلف کے قصر میں پھر گئی میں اُنکے پاس پس حدیث بیان کی اُنھوں نے کہ اس کی بہن کا شوہر رسول اللہ کے ساتھ بارہ لڑائیاں لڑا تھا اور اُسکی بہن اسکے ساتھ تھی چھ لڑائیوں میں کہا میری بہن نے پس ہم مریضوں کے پاس کھڑے رہتے اور ان کی تیمارداری کرتے تھے۔ پھر کہا اُس نے یارسول اللہ کیا ہم پر کچھ حرج ہے اگر چادر نہونے کی وجہ سے

ع۵ بخاری صفحہ ۱۲۰ ۔ ع۶ بخاری صفحہ ۱۳۳ ۔ ع۵ مسلم مطبوعہ انصاری دہلی صفحہ ۲۹۰

الا تخرج فقال لتلبسها صاحبتها من جلبابها فليشهدن الخير ودعوة المومنين ۔ عہ

ہم نہ نکلین فرمایا استعارلیلے اپنے ساتھی سے اس کی چادر سے پھر چاہیے کہ حاضر ہو بھلائی اور مسلمانون کی دعوت مین ۔

اس حدیث سے ہمارا مطلب اور واضح ہوگیا کہ نماز عید عورتون پر بھی واجب ہی یہان تک کہ اگر عورت کے پاس چادر نہو تو مستعار لے کر حاضر عیدگاہ ہو ۔

(۱۲) باب صلوۃ النساء مع الرجال فی الکسوف عن اسماء بنت ابی بکر قالت اتیت عائشۃ حین خسفت الشمس فاذا الناس قیام یصلون فاذا ھی قائمۃ تصلی عہ

عورتون کی نماز مردونکے ساتھ سورج گہن مین اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہو کہا انھون نے کہ آئی مین عائشہ کے پاس جسوقت سورج گہن ہو رہا تھا پس ناگاہ لوگ کھڑے نماز پڑھتے تھے پس ناگاہ عائشہ کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگین

(۱۳) قال ابن عمر سمعت رسول اللہ یقول اذا استاذنتکم نساؤکم الی المسجد فاذنوا ھن عہ

کہا ابن عمر نے کہ مین نے رسول اللہ کو کہتے سنا ہو کہ تمہاری عورتین مسجد مین جانے کی اجازت چاہین تو اُن کو اجازت دیدو ۔

اسی بنا پر حضرت عبداللہ ابن عمر اور اُن کی بیٹے سے مباحثہ بھی ہوا ۔ ابن عمر کی بیٹے اپنی بی بی کو مسجد مین جانے سے روکتے تھے اور حضرت ابن عمر فرماتے تھے کہ رسول اللہ نے اجازت دی ہو تم کیون روکتے ہو ۔ اُنھون نے جواب دیا کہ رسول اللہ اگر اس زمانہ کے لوگون اور اُن کے اطوار کو دیکھتے تو ضرور منع کرتے ۔ یہ سنکر حضرت ابن عمر کو غصہ آیا بیٹے کے سینہ پر ایک دستہ مار کر کہا یا بنیّ انی اقول قال رسول اللہ وانت تقول الخ یعنی اے میری بیٹے مین تو تجھ سے رسول کا قول کہتا ہون اور تو اس پر اپنے رائے ظنی کرتا ہی ۔

قال النووی اختلف السلف فی خروجھن للعیدین فرأجماعۃ ذلک حقا علیھن منھم ابوبکر وعلی وابن عمر وغیرھم ومنھم من منعھن منھم عروۃ والقاسم ومالک وابو یوسف

کہا امام نووی نے کہ اختلاف کیا سلف نے عورتونکے عیدگاہ جانے پر پس ایک جماعت تو عورتون پر عیدگاہ جانا واجب سمجھتی ہو اِن لوگون مین سے ابوبکر صدیق ۔ علی بن ابیطالب اور ابن عمر وغیرہ ہین ۔ اور بعض لوگون نے منع کیا ہو ان مین سے عروہ اور قاسم مالک اور ابو یوسف مین

عہ بخاری صفحہ ۱۳۴ ۔ عہ بخاری صفحہ ۱۴۴ ۔ عہ مسلم مطبوعہ انصاری دہلی صفحہ ۱۸۳

واجازہ ابو حنیفۃ ۔عہ

اور اجازت دی امام اعظم ابو حنیفہ نے ۔

اول تو جب رسول اللہ نے صراحۃً عورتون کو عیدگاہ جانے کی اجازت دی تو کسی مجتہد و فقیہ کو رائے زنی کا حق نہین رہا اور نہ رسول کے مقابل مین ہمکو ضرور ہے کہ تم بھی حکم ہوتے ان کی تبعیت کرین خصوصاً جب کہ صدیق اکبر علی حیدر کرار اور ابن عمر جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی طرف ہین اس پر طرہ یہ کہ امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی اسی کی تائید کرتے ہین ۔

(۱۴) عن انس عن ام سلیم اتخذت
یوم حنین خنجرا فکان معها فرآها
ابو طلحة فقال یا رسول الله هذه
ام سلیم معها خنجر فقال لها رسول الله
ما هذا الخنجر قالت اتخذته ان دنا منی
احد من المشرکین بقرت به
بطنه فجعل رسول الله صلی الله
علیه وسلم یضحک ۔عہ

انس ام سلیم سے روایت کرتے ہین کہ ام سلیم نے
جنگ حنین کے دن ہاتھ مین خنجر لیا پس ابو طلحہ جو انکے
ساتھ تھے ان کو دیکھ لیا پس کہا کہ یا رسول اللہ
یہ ام سلیم ہین اور ان کے پاس خنجر ہے پس آپ نے
اُن سے فرمایا کہ یہ کیسا خنجر ہے ۔ ام سلیم نے کہا ۔
مین نے اس کو اسلیے لیا ہے کہ اگر کوئی مشرک
مجھے ملا تو اُس کا پیٹ اس سے پھاڑون گی
پس رسول اللہ ہنسنے لگے

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ کے ساتھ عورتین ہوتی تھین اور برابر اجنبی مردون سے بات چیت کرتی تھین حتی کہ کفار و مشرکین سے قتال بھی کرتی تھین ۔

(۱۵) عن انس قال کان رسول الله
یغزو بام سلیم و نسوة من
الانصار ۔سہ

انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ام سلیم
اور ایک انصاری عورت کے ساتھ
جہاد کرتے تھے ۔

(۱۶) باب اباحة خروج النساء لقضاء حاجتهن ۔

اس باب مین ترمذی مین ایک طویل حدیث ہے ۔ حاصل اسکا یہ ہے کہ ایک بار رات کو سودہ باہر نکلین اور حضرت عمر کو دیکھکر چھپنے لگین ۔ حضرت سودہ چونکہ قد کی طویل تھین حضرت عمر نے ان کو پہچان لیا ۔ اور کہا کہ اے سودہ مین نے تمکو پہچان لیا ۔ کیون ! کیا آیت حجاب کے بعد بھی تم نکلتی ہو ۔ حضرت سودہ جلد ہی جلد ہی رسول اللہ کے پاس

عہ صحیح مسلم مطبوعہ انصاری صفحہ ۲۹ ۔ سہ مسلم مطبوعہ انصاری صفحہ ۱۱۶ ۔ سہ ترمذی مطبوعہ صحیح المطابع صفحہ ۲۴۰

آئین - درحالیکہ رسول اللہ انھین کے حجرے مین تھے - حدیث کے باقی الفاظ یہ ہین -

قالت یارسول اللہ انی خرجت فقال لی عمر کذا وکذا قالت فاوحی اللہ الیہ ثم رفع عنہ وان العرق فی یدہ فقال انہ قد اذن لکن ان تخرجن لحاجتکن - عہ

سودہ نے کہا کہ یارسول اللہ مین باہر نکلی تو عمر نے ایسا ایسا کہا - سودہ کہتی ہین کہ پھر اللہ نے آپ کے پاس وحی بھیجی پھر جب فارغ ہوی تو آپکے ہاتھ مین پسینہ تھا اور فرمایا کہ تمکو حاجت کے وقت باہر نکلنے کی اجازت ہی

اس حدیث کو پڑھ کر تو وحشی صاحب بہت چکرائین گے - معلوم نہین وحشت ان کو کہان سے کہان پہونچاوے گی -

رسول اللہ کا یہ حکم کہ تمکو بضرورت باہر نکلنے کی اجازت ہی خود اللہ جل شانہ کا حکم تھا جو بذریعہ وحی آپکو پہونچا اور ایسے علم پڑھے مین وفقہا تو کس شمار مین ہین خود رسول کو رائے زنی کا حق نہین ہی - اگر وحشی صاحب اپنا قیاس لڑاتے ہین تو اس حدیث کو بھی پیش نظر رکھین

اول من قاس شیطان -

اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ بعد حجاب بھی ازواج مطہرات باہر نکلا کرتی تھین باہر نکلنے کے لیے کچھ یہی ضرورت نہین ہی کہ مسجد کو جائین یا پاخانہ کو نکلین - ہمارے وحشی صاحب تو باہر نکلنے کو انھین ضرورتون پر منحصر رکھتے ہین - مگر آخر بیچارے کیا کرین سے فکر ہر کس بقدر ہمت اوست - علما سے استفادہ - عیدگاہ کو جانا - مساجد مین وعظ سننا وغیرہ یہ سب ضروریات ہین جہان عورتون کو حاضر ہونا چاہیے - اس لیے کہ رسول اللہ نے تو کچھ قید نہین لگائی کہ فلان حاجت ہی کے لیے باہر نکلنا چاہیے بلکہ آپ نے علی الاطلاق ہر حاجت کے لیے اجازت دی ہی -

(۱۷) عن ام عطیۃ ان رسول اللہ کان یخرج الابکار والعواتق والحیض فی العیدین فاما الحیض فیعتزلن المصلی قالت احدھن یارسول اللہ ان لم یکن لھا

ام عطیہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ عیدین مین ناکتخدا لڑکیان - بالغ عورتین اور حائضہ عورتین سب کو باہر نکالتے تھے مگر حائض عورتین مصلی سے کنارہ رہتی تھین - ایک عورت نے کہا کہ یارسول اللہ

عہ ترمذی عہ مطبوعہ صحیح المطابع صفحہ ۱۰۳

جلباب قال فلتعرها اختها من جلبابها۔ عہ

اگر کسی عورت کے پاس چادر نہو آپ نے فرمایا اپنی بہن سے چادر مستعار لے لے۔

توجب دن کو عیدگاہ مین جوان اور تاکتخدا لڑکیان جاتی ہین تورات کو بطریقہ اولی جائین گی وحشی صاحب کا یہ کہنا بالکل مہمل تھا کہ بوڑھی عورتون کو فقط رات مین اجازت تھی بلکہ بعض اوقات ان کو بھی اجازت نہین تھی اور آخر والے جملہ پر بڑا افتخار فرماتے ہین ان هذا لشئ عجاب۔

(۱۸) عن سهيل بن سعد قال لقد رئيت الرجال عاقدي ازرهم في اعناقهم مثل الصبيان من ضيق الازر فقال قائل يا معشر النساء لا ترفعن رؤسكن حتى يرفع الرجال۔ عہ

سہیل بن سعد سے روایت ہی کہا انھون نے البتہ دیکھا مین نے مردون کو اپنی تہمدون کو اپنی گردنون سے مثل لڑکون کے بسبب تنگی کے باندہے ہوے تھے پس کہا کسی کہنے والے نے کہ اے عورتو تا جب تک مرد اپنے سر کو سجدہ سے نہ اٹھائین تم اپنے سرون کو نہ اٹھاؤ۔

صحابہ اکثر چونکہ غریب تھے۔ کپڑے کم تھے اس لیے تہمد کچھ گردن سے لپیٹ لیتے تھے سجدہ مین جانے کے وقت پیچھے سے برہنہ نظر آتے تھے۔ اس لیے اس شخص نے عورتون کو پہلے سر اٹھانے سے منع کیا تا مردون کو وہ برہنہ نہ دیکھ سکین۔ یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ مردون کے ساتھ عورتین جماعت کی نماز ادا کرتی تھین اور شرمناک حالت مین بھی مسجد مین آنے سے ان کو روکا نہین گیا۔

(۱۹) بخاری مین روایت ہی کہ ایک دن کفار جمع تھے۔ رسول اللہ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ سجدہ مین گئے تو انھون نے اونٹ کی سرگین لا کر آپکی پشت مبارک پر رکھ دی۔ حدیث کے باقی الفاظ یہ ہین۔

فلما سجد رسول الله وضعه بين كتفيه وثبت النبي ساجدًا فضحكوا فانطلق منطلق الى فاطمة فاقبلت تسعى وثبت النبيّ

پس جب رسول اللہ سجدہ مین گئے۔ سرگین کو آپ کے دونون مونڈھون کے بیچ مین رکھ دیا اور رسول اللہ سجدہ مین پڑے رہے پس ہنسے کفار پس ایک جانیوالا فاطمہ کے پاس گیا پھر فاطمہ یہ سنکر دوڑتی ہوئی آئین

عہ ترمذی مطبوعہ مجمع المطابع صفحہ ۲۔ اعہ صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی صفحہ ۱۸۳

ساجدا حتی الفتہ عنہ واقبلت علیہم تسبہم ۔ عہ

اور رسول اللہ سجدے مین رہے یہان تک کہ اُس کو پشت مبارک سے اُٹھا لیا اور فاطمہ کفار پر بُرا کہتی ہوئی بڑھین

ظاہر ہی کہ جناب سیدہؑ مکان سے پیدل اور مردون پر سے گذرتی ہوئی آئین جو وحشی صاحب کے مدعا کے خلاف ہی۔

(۲۰) باب نظر الفجاءۃ عن جریر بن عبداللہ قال سالت رسول اللہ عن نظرۃ الفجاءۃ فامرنی ان یصرف بصری۔

جریر بن عبداللہ سے روایت ہی کہا انھون نے پوچھا مین نے رسول اللہ سے نظر فجارت کی باب مین فرمایا آپ نے پس حکم دیا مجکو کہ آنکھ نیچی کرلون

یعنی اگر کسی عورت پر بلا قصد نظر پڑجاے تو کیا کرنا چاہیے۔ رسول اللہ نے آنکھ نیچی کرنے کا حکم فرمایا۔ آنکھ غیر عورت پر جب ہی پڑے گی جب وہ باہر کھلے منہ نکلے پھر اسی جگہ امام نووی ور یغضضن من ابصارھن کے تحت مین فرماتے ہین۔

وفی ھذا حجۃ انہ لا یجب علی المرأۃ ان تستتر وجھھا فی طریقھا وانما ذلک سنۃ مستحبۃ لھا ویجب علی الرجال غض البصر عنھا فی جمیع الاحوال ۔ عہ

اس آیت مین حجت ہے اس بات پر کہ عورت پر چہرہ چھپا کر رستہ چلنا واجب نہین ہی اور یہ اس کے لیے سنت مستحبہ ہی اور واجب ہے مردون پر اس سے آنکھ نیچی کر لینا ہر حال۔

اس قول مین چار باتین ہمارے دعوے کے موید ہین۔ اولاً یہ کہ غض بصر کے معنی نظر نیچی کرنے کے ہین نہ بند کرنے کے یا (نہ دیکھنے کے) کما قالہ الوحشی

ثانیاً یہ کہ عورت کو راستہ چلنے مین چہرہ چھپانا ضرور نہین ہی اور یہ امر اس کے لیے سنت مستحبہ ہی نقول ذلک حجۃ قویۃ علی ما ادعینا۔

رابعاً جب عورت کو راستہ مین منہ چھپا کر چلنا ضروری نہین ہی بلکہ منہ کھولے قطع راہ کرنا سنت ہی اور مردون پر واجب ہی کہ عورت کو دیکھکر نظر نیچی کرلین تو ثمرہ یہ ہوا کہ جس طرح مرد باہر نکلتے ہین عورتین بھی منہ کھولے ہوئے نکل سکتی ہین فرق اتنا ہی کہ مرد بلا ضرورت بھی بغیر ساتر لباس کے نکلتے ہین۔ عورتین ضرورت کے ساتھ ساتر لباس پہنکر نکل سکتی ہین۔ فرمائیے وحشی صاحب! آپ بھی امام نووی کے قول سے دلیل ۱۹ مین استدلال

عہ بخاری صفحہ ۷۴۔ عہ صحیح مسلم مطبوعہ انصاری صفحہ ۲۱۲

لائے تھے۔ آیا وہ استدلال قوی تھا یا یہ دلیل قاطع۔ کیا اب بھی پردہ مروجہ کے باطل اور زائد علی الشرع ہونے مین شک ہی۔

(۲۱) عن عائشۃ انہا قالت لما قدم رسول اللہ المدینۃ وعك ابو بکر و بلال قالت فدخلت علیہما فقلت یا ابت کیف تجدك و یا بلال کیف تجدك عہ

عائشہ فرماتی ہین کہ جب رسول اللہ مدینہ مین تشریف لائے ابو بکرؓ و بلال بخار مین مبتلا تھے پس گئی مین ان دونون کے پاس اور کہا کہ اے باپ آپ کا کیا حال ہے اور اے بلال تمھارا کیا حال ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اجنبی عورت اجنبی مرد کی عیادت کو جا سکتی ہی اگر وہ اس سے کسی قرابت مند سے آشنائی رکہتا ہی جیسا کہ صدیقہؓ بلال کی عیادت کو گئیں۔

(۲۲) قال النساء للنبی غلبنا علیك الرجال فاجعل لنا یوما من نفسك فوعدھن یوما یلقھن فیہ فوعظھن

عورتون نے رسول اللہ سے کہا کہ مرد ہم پر آپ کے نزدیک غلبہ پا گئے پس آپ ہمارے لیے اپنی ذات سے کوئی دن مقرر فرمائیے پس وعدہ کیا رسول اللہ نے ایک دن کا کہ ملاقات کی ان سے اُسی دن پھر نصیحت کی اُنکو

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ کے پاس مرد و عورت سب اکٹھا وعظ سننے جمع ہوتے تھے مرد چونکہ کثرت سے ہوتے تھے عورتین سننے سے قاصر ہو جاتی تھین۔ بہت عورتون نے رسول اللہ سے شکایت کی اور ان کے لیے آنحضرت نے خاص دن مقرر فرما کر انھین کو وعظ و نصیحت فرمائی۔

قرآن شریف سے تو ثابت ہی ہو چکا تھا اب احادیث سے بھی متحقق ہو گیا کہ ہند کا پردہ مروجہ زائد علی الشرع ہی نہین بلکہ باطل اور بدعت ہی۔

عہ [illegible] صحیح بخاری مطبوعہ مصطفائی صفحہ [illegible]

الفقہ

ہم مقدمہ ششم مین بیان کر آئے ہین کہ قرآن وحدیث سے جو امر ثابت ہوگیا اسپر علما کے قیاس کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہین تاہم محض اس غرض سے کہ وحشی صاحب کے دل مین کچھ خیال فاسد نگزرے چند اقوال کتب فقہ کے ہم بھی درج کرتے ہین وباللہ نستعین

قال فی الدر المختار وللحرۃ	آزاد عورت کا تمام بدن ستر ہی سوا ے چہرہ
جمیع بدنہا عورۃ خلاف الوجہ	دونون ہاتھون اور دونون قدمون کے
والکفین والقدمین علی	مذہب معتمد پر۔ اور آواز اس کی عورت نہین ہی
المعتمد وصوتہا علی الراجح	قول راجح پر اور دونون کہنیان قول مرجح
وذراعیہا علی المرجوح	پر ستر نہین ہین۔

اس معتبر ومفتی بہ کتاب سے واضح ہوگیا کہ علاوہ چہرہ دونون ہاتھون اور دونون قدمون کے آواز بھی ستر نہین ہے۔ تماشا یہ ہی کہ چہرے ہاتھ اور قدم کے ستر ہونے کو صاحب درمختار علی المعتمد لکھتے ہین یعنی یہی مسئلہ مفتی بہ ہی۔ وحشی صاحب تو آواز کو بھی داخل ستر سمجھتے تھے لیکن جب صاحب درمختار کی عبارت نظر سے گذرے گی کہ عورت کی آواز علی قول الراجح ستر نہین ہی تو آنکھین کھلجائینگی۔

ثم قال وتمنع المرأۃ الشابۃ	جوان عورت کو مردون کے بیچ مین چہرہ کھولنے
من کشف الوجہ بین الرجال	سے منع کرتے ہین نہ اس وجہ سے کہ چہرہ ستر ہی
لا لانہ عورۃ بل لخوف الفتنۃ	بلکہ خوف فتنہ کے سبب سے۔

اس تقریر مین تین باتین ہمارے موافق ہین۔

(**اوّل**)۔ جوان عورت کا مردون کے بیچ مین چہرہ کھولنا ناجائز ہی اسی سے ظاہر ہے کہ مردون کے بیچ مین عورت کا جانا ممنوع نہین ہی ہان چہرہ کھولنا ممنوع ہی۔

(**دوم**)۔ اس پر یہ خدشہ وارد ہوسکتا تھا کہ چہرہ عموماً ستر ہی اگرچہ بعض اوقات ستر نہین ہی اس لیے خود صاحب درمختار نے اس کا جواب یہین دے دیا کہ مردون کے بیچ مین عورت کا کشف وجہ ممنوع ہونا کچھ اس سبب سے نہین ہی کہ چہرہ ستر ہی بلکہ کشف وجہ بین الرجال کی ممانعت فتنہ کے خوف سے ہی پھر چہرہ علی الاطلاق ستر نہوا۔

در المختار مطبوعہ مطبع ہاشمی صفحہ ۴۶

(سوم) شاید اس بنا پر وحشی صاحب بحث کرنے کو چڑھ دوڑے ہین کہ جب چہرہ کھولنا مردون کے بیچ مین ممنوع ہوا تو ہمارا مطلب حاصل ہے۔ تو مین جوابًا عرض کرتا ہون کہ جناب عالی! زیادہ گر بڑ نہ کیجیے! وحشت کی نہ لیجیے۔ یہ تقریر آپ کو بہت مضر ہے۔ اول تو مردون کے بیچ مین عورت کا آنا ہی منافی پردۂ مروجہ ہے۔ پس اگر صاحب درمختار کا وہ قول آپ سند لیتے ہین تو اس کو بھی ہماری سند لیجیے اور معترف ہوجائیے کہ عورتون کا برقع اوڑھ کر مردون کے بیچ مین آنا درست ہے۔ اور جب ویسا نہین ہوا تو ایسا بھی نہ ہوگا۔

بلاشک جوان عورت کا مردون کے بیچ مین مکشوف الوجہ ہونا بعض اوقات خلاف مصلحت ہوتا ہے خصوصًا جہان اوباش ہون اور ایسے ہی لوگون کی مجلس مین عورت کا مکشوف الوجہ ہونا ممنوع ہے اور اس کو مین خود صاحب درمختار کے اسی قول سے ثابت کرتا ہون۔ مین وحشی صاحب سے یہ پوچھتا ہون کہ "الرجال" پر الف لام کیسا داخل ہے الف لام استغراقی تو ہو نہین سکتا اسلیے کہ استغراقی الف لام اسم جنس پر داخل ہوتا ہے۔ اور جب کہ الف لام استغراقی نہ ہوا تو کل مرد مراد نہ ہوے۔ مثلاً قولہ تعٰ

ان الانسان لفی خسر بے شک انسان خسارہ مین ہے۔

اور ظاہر ہے کہ تمام انسان اس آیت مین شامل نہین ہو سکتے۔ انبیاء صدیقین اس سے یقینی مبرا و محفوظ ہین تو الرجال سے بعض الرجال مراد ٹھہری۔ اور کچھ شبہہ نہین کہ وہ بعض الرجال اوباش و بیہودہ لوگ ہین جن کی صحبت مین کیا ان کے پاس سے مکشوف الوجہ گذرنا حرام ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر "الرجال" سے کل الرجال مراد لین تو باپ بھائی وغیرہ بھی داخل فی الحکم ہوجائین گے۔ اور اسلیے ضرور ہوا کہ بعض الرجال مراد لی جائے وذلک ما اردناہ قطع نظر اس بحث کے عورت کا کشف وجہ "بین الرجال" ممنوع کہا نہ فی طریق تھا پس صاحب درمختار کے قول سے بھی ثابت ہوگیا کہ عورت کام کاج کیلیے مکشوف الوجہ باہر نکل سکتی ہے۔ چونکہ وحشی صاحب صاحب درمختار سے بہت عقیدتمند ہین (کما ہو ظاہر) اس تقریر کو غائر نظر سے پڑھین اور اپنی عقیدتمندی پر متاسف ہون۔ ولا یبدین زینتھن کی تفسیر مین ہم صاحب کفایہ کا قول نقل کر آئے ہین کہ الا ما ظہر منہا سے مراد وہ وجہ و کفین لیتے ہین اور اس کے ستر نہ ہونے پر انھون نے جو دلیلین قائم کی ہین وہ خود ناطق ہین کہ بلا قید وجہ و کفین ستر سے خارج ہین۔ باب الامامہ

مین صاحب کفایہ فرماتے ہین المرءۃ من فی نہا الی قدمہا عورۃ یہ قول
بہ چند وجوہ منقوض ہے (اول) مین فقہاکے انھین اختلاف اقوال کو افسوس کی نظر سے
دیکھتا ہون کہ ایک جگہہ الٹی کہتے ہین تو دوسری جگہہ آم - (دوم) ایک مشغلہ کے جب
دو قول آپس مین متعارض ہوتے ہین تو دونون مردود ہو جاتے ہین (اذا تعارضا
تساقطا) بشرطیکہ دونون قول من کل الوجوہ مساوی المرتبہ ہون ورنہ قول اقوی مستند
ہوگا - صاحب کفایہ نے پہلے قول مین وجہ وکفین کے ستر نہ ہونے پر دلیل قائم کی ہے
اور حدیث سے استخراج مسئلہ کیا ہے - علاوہ اس کے یہی مذہب تمام فقہا کا ہے دوسرے
قول مین نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی وجہ ہے اس لیے یہ قول آخر پایۂ اعتبار سے ساقط ہے
(سوم) جب صریحی حدیث وجہ وکفین کے ستر نہ ہونے پر وارد ہے تو صاحب کفایہ کا
قول کچھ اصلیت و وقعت نہین رکھتا -

قال فی الھدایۃ ویصف الرجال ثم الصبیان ثم النساء عہ
اور صف باندھین مرد پھر لڑکے پھر عورتین -

ہدایہ کی اس تقریر سے بھی ظاہر ہے کہ عورتین عموماً مسجدون مین جاکر نماز جماعت ادا
کر سکتی ہین - اور ان کی صف سب سے آخر ہوگی -

صاحب ہدایہ نے یہ جو لکھا ہے کہ جوان عورتون کا جماعت مین ہونا مکروہ ہے
کیونکہ اس مین خوف فتنہ کا ہے - ہان اگر بوڑھی عورتین فجر و مغرب وعشا کے وقت
جماعت مین حاضر ہون تو کوئی حرج نہین - پھر اس حرج نہ ہونے پر دلیل قائم کی ہے کہ

ان الفساق انتشارھم فی الظھر و العصر اما فی الفجر و العشاء فھم نائمون و فی المغرب بالطعام مشغولون عہ
فساق بدمعاش لوگ ظہر وعصر کے وقت راہون مین منتشر ہوتے ہین مگر فجر وعشا مین سوتے رہتے ہین اور مغرب کے وقت کھانے مین مشغول رہتے ہین -

صاحب ہدایہ جیسے فقیہ کا یہ استدلال قابل افسوس اور بوجوہ چند منقوض ہے -
(۱) ظہر وعصر کے وقت وہ اس واسطے عورتون کو حاضر جماعت ہونے سے روکتے ہین

عہ ہدایہ مطبوعہ احمدی صفحہ ۶۵ - عہ ہدایہ مطبوعہ احمدی صفحہ ۶۶ -

کہ اس وقت بدمعاش منتشر ہوتے ہین - یہ غلط ہی اس لیے کہ جن لوگون کا کام آوارگی ہوتا ہی وہ بیکار رہتے ہین اور بیکار لوگ بھی شدت گرما مین مکانون کے اندر رہتے ہین اور موسم برسات مین تو سڑکون پر پھرنا بدا ہتہً ناقابل تسلیم ہی -

ایسا ہی تھا تو صاحب ہدایہ کو موسم سرما مین عورتون کو حضور جماعت سے روکنا چاہیے تھا - نہ ہر موسم مین - یہ تو بڑا ظلم ہے -

(۲) قرآن مجید مین اللہ تعالےٰ ازواج مطہرات اور عام نساء مومنہ سب کو حکم دیتا ہی کہ باہر نکلو تو گھونگھٹ چادر اوڑھ لو تا بدمعاش لوگ زانیہ سمجھ کر نہ ستائین پس اگر صاحب ہدایہ کو ان جوان عورتون کے چھیڑے جانے کا اندیشہ تھا تو یہ حکم قرآن سے ہوسکتا تھا جس مین ازواج رسول بھی شامل ہین کیونکہ چھیڑے جانے کا دستور تو عرب مین بھی تھا تاہم ایسے پردے مین بٹھائے جانے کا حکم نہ ہوا - دیکھو تفسیر یدنین علیہن من جلابیبھن -

(۳) فجر و عشا مین عورتون کو حاضر جماعت ہونے کی اجازت اس وجہ سے دیتے ہین کہ بدمعاش لوگ اس وقت سوتے رہتے ہین اور مغرب کے وقت اس لیے اجازت ہی کہ اس وقت کھانے مین مشغول رہتے ہین -

یہ دونون دلیلین رکیک ہین - اس لیے کہ بدمعاش لوگون کا انتشار مغرب ہی کے وقت سے شروع ہوتا ہی اور عشا کے وقت تو سڑکون پر ادھر اُدھر اکثر بدمعاشون کا مجمع رہتا ہی جیسا کہ لکھنؤ مین خصوصاً اور بلاد ہندوستان مین عموماً دیکھا جاتا ہی - یہ کیسے صاحب ہدایہ کو معلوم ہوا کہ مغرب کے وقت تمام بدمعاش و آوارہ کھانے مین مشغول رہتے ہین کیا ان کو تمام ممالک پر احاطہ تھا -

یہ عجب تماشے کی بات ہی کہ جو وقت انتشار فساق کا تھا وہان تو عورتون کو نکلنے کی اجازت تھی اور جو وقت انتشار کا نہین وہان آنے سے روک دیا -

(۴) پھر آگے چل کر خود ہی فرماتے ہین کہ امام محمد و ابو یوسف نے کہا کہ

وقالا تخرجن فی الصلوۃ کلھا	نکلین عورتین ہر نماز کے واسطے اسلیے
لانہ لا فتنۃ لقلۃ الرغبۃ	کہ کوئی فتنہ نہین ہی بسبب قلت رغبت کے
فلا یکرہ کما فی العیدین	پس نہین مکروہ ہی جیسا کہ عیدین مین ہی
کما روی الحسن عن ابی حنیفۃ	جیسا کہ حسن نے ابو حنیفہ سے روایت کی

ان يخرجن للصلوٰة و يقمن في اٰخر الصفوف فيصلين مع الرجال لانهن من اهل الجماعة عه

کہ عورتین نکلین نماز کے لیے اور کھڑی ہون آخر صف مین پس نماز پڑھین مردون کے ساتھ اس لیے کہ یہ بھی اہل جماعت سے ہین۔

امام ابو یوسف و امام محمد اور نیز امام اعظم کا مذہب یہی ٹھہرا کہ عورتین مساجد مین آکر مردون کے ساتھ نماز پڑھین جیسا کہ احادیث قدسیہ سے بھی ثابت ہو۔

قال في الكفاية اما صلاة الجمعة فقد ذكر شيخ الاسلام من قبيل صلوٰة العيدين حتى يباح لهن الخروج اليها بالاجماع عه

مگر نماز جمعہ پس ذکر کیا شیخ اسلام نے کہ وہ مثل نماز عیدین کے ہے یہان تک کہ عورتون کو جائز ہے اس کی طرف نکلنا بالاجماع۔

اس جگہ سے وحشی صاحب کا یہ قول کہ "مردون کے ساتھ ہر نماز مین جوان عورتون کی شرکت ممنوع ہو (جماعت مین عیدین بھی داخل ہین) غلط ٹھہرا۔ اس مین تو کسی کو بھی کلام نہین کہ عورتین نماز عید کے لیے باہر نکل سکتی ہین اور یہ صاحب کفایہ کے لفظ "بالاجماع" سے ظاہر ہے۔ صاحب کفایہ فرماتے ہین کہ شیخ الاسلام نماز جمعہ کو مثل عیدین کے فرماتے ہین کہ جمعہ کو بھی نماز کے لیے عورتین نکل سکتی ہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ نماز عیدین مین عورتون کا باہر نکلنا تو مسلم ہو باقی رہا جمعہ مین اختلاف ہو اور شیخ الاسلام اس کو بھی مثل عیدین کے فرماتے ہین۔

اذا كان في المسجد رف وعلى الرف صف من النساء اقتدين بالامام وتحت الرف صفوف الرجال هل تفسد صلاته قال لا عه

جب مسجد مین طاق ہو اور طاق پر عورتون کی صف ہو جو امام کا اقتدا کرتی ہون اور طاق کے نیچے مردون کی صفین ہون تو مرد کی نماز فاسد ہوگی یا نہین کہا نہین۔

اس مقبول و مشہور فتاوی سے بھی ظاہر ہے کہ عورتین مساجد مین بغرض نماز آ سکتی ہین

عه ہدایہ باب الامامۃ مطبوعہ احمدی صفحہ ۶۶۔ عه کفایہ مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۶۷۔ عه فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع کیسری صد

لیکن ان کو آخر صف مین کھڑا ہونا چاہیے۔

ثم قال امام یصلی برجال ونساءٍ و صف النساء بحذاء صف الرجال تفسد صلوة رجل واحد الذی بین الرجال والنساء

امام مردون عورتون کے ساتھ نماز پڑھتا ہو۔ عورتون کی صف مردون کی صف کے سامنے ہو تو اس ایک مرد کی نماز فاسد ہو گی جو مرد اِن عورتون کے بیچ مین ہے۔

غرضکہ اِن سب کا ماحصل یہی ہو کہ عورتین آخر صف مین کھڑی ہون۔ بہرحال مسجدون مین آنا ممنوع نہین ہو اور یہی وحشی صاحب کے پردۂ مروجہ کو مضر ہے۔

یہ چند اقوال ہمارے مخاطب وحشی کے اطمینان خاطر کے لیئے معرض تحریر مین آئے تا وہ یہ نہ سمجھ لین کہ عبارات کتب فقہ ہماری تائید نہین کرتین - ورنہ قرآن و حدیث سے پردۂ مروجہ کا ابطال ثابت کرنے کے بعد اگر فقہ موافق نہ بھی ہوتی تو کچھ پرواہ نہین ہے۔

قال بعض الوحوش مخاطبا الیہما انؤمن کما اٰمن السفہاء والحق انہم ہم السفہاء ولکن لا یعلمون و سیہدیہم اللہ اٰمین۔

الدلائل القیاسیہ والعقلیہ

چشتی صاحب تو فرماتے ہین کہ قرآن و حدیث سے ثابت کر دینے کے بعد دلائل عقلیہ کی ضرورت نہین ہے۔ بے شک جن کو اللہ کریم نے عقل ہی نہین دی اُن کو دلیل عقلی کی کیا ضرورت ہے لیکن اصحاب عقل تو شریعت مین قدم قدم پر عقلی دلیل چاہتے ہین عقل نقل کی اصل ہے۔ جب تک کوئی مسئلہ عقل سے نہ ثابت ہو نقل سے ثابت نہین ہوسکتا اور ہو بھی تو غلط۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ تاریک کے علماے اسلام اذا سطحت پڑھ کر بلا سمجھے ہوے زمین کی سطح ہونے کے قائل ہوگئے۔ اسلام کا اصل اصول اثبات واجب الوجود ہے اور وہ خود دلائل عقلیہ سے ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ بھی قرآن مجید مین بار بار افلا تعقلون سے خطاب کرتا ہے۔ اصول حدیث مین صحت حدیث کے دو معیار قرار دیے گئے ہین۔ درایت۔ روایت۔ اگر کوئی حدیث روایۃً ثابت ہو اور درایۃً نہ ثابت ہو تو وہ قابل سند نہین ہے لیکن اگر درایۃً ثابت ہو اور روایۃً نہ ثابت ہو تو مقبول ہے۔ پردۂ مروجہ اگر عقلاً ثابت ہے تو بے شک شرعاً بھی صحیح ٹھہرے گا اور عقلاً اگر نادرست ہے تو شریعت محمدیہ نا عاقلانہ فعل کو جائز نہین رکھتی۔ ہم پردۂ مروجہ کا ابطال ذیل کے چار مسلم کلیون سے کرین گے۔

(۱) دور و تسلسل باطل ہے۔ (۲) جو چیز باطل کی مستلزم ہو وہ بھی باطل ہے (۳) اہلاک نفوس انسانیہ قبیح بلکہ اقبح ہے۔ (۴) جو چیز سبب یا منتج باہلاک نفوس انسانیہ ہوگی وہ بھی اقبح ٹھہرے گی۔

دلیل اول

حدیث شریف مین آیا ہے الانسان حریص علی ما منع فطرت انسانی کا خاصہ ہے کہ جس چیز سے منع کیا جائے اُسی کا زیادہ تر خواہش مند ہوتا ہے۔ ایک خوب صورت سے خوب صورت عورت لب سڑک کھڑی ہو اور ایک بدشکل کریہ منظر عورت ڈولی مین مکلف پردے کے اندر بیٹھی ہو تو ہر پیر و جوان کی نظر ڈولی ہی کی طرف ہوگی۔ اس خواہش کے انسداد کے لیے مسلمانان ہند نے اپنی عورتون کو چار دیواری کے اندر بند کیا تا اجنبی مرد

عہ دیکھو تفسیر کبیر مین سورۂ طٰہٰ کی تفسیر۔ عہ دیکھو تفسیر کبیر سورہ غاشیہ

نہ اُن کو دیکھین نہ اُن کی خواہش کرین۔ لیکن باقتضاے فطرت اب مردون کی خواہش
اِن پراور زیادہ ہوئی تو پردۂ پردہ لازم آیا۔ اب مردون کی خواہش کو اور زیادہ اِس سے
ترقی ہوئی تو پھر اس پردہ پر پردہ لازم آیا غرض جتنی پردے کو ترقی ہوگی مردون کی
خواہش وہوس بھی بڑھتی جائے گی اور یہ دور وتسلسل ہو جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ دور وتسلسل
باطل ہو اور یہ پردہ چونکہ دور وتسلسل کا مستلزم تھا وہ بھی باطل ہوگیا۔ یہان ایک اعتراض
وارد ہوسکتا ہو کہ پھر اس بنا پر عورتون کو شرمگاہ بھی چھپانا بیکار ہو کیونکہ یہان بھی
اسی طرح دور وتسلسل لازم آئے گا۔ پہلے تو ایسے معترض کو شاباشی دینی چاہیے۔ پھر
اس سے کہا جائے کہ جناب یہ صحیح نہین ہو۔ اس لیے کہ اِس عضو کے دیکھنے سے ہر فر دبشر
کارہ ہو ہان اگر آپ اس سے مستثنیٰ ہون تو بات ہی الگ ہو۔ علاوہ اس کے کتب طب
ناطق ہین کہ شرمگاہ کا دیکھنا بصارت کو بہت مضر ہے۔ باقی رہا اور اعضاے ستورہ کا
دیکھنا۔ سو بجز چہرے کے کسی عضو کے دیکھنے کی تمنا نہین ہوتی وذالک کما یوی علی العمدم

دلیل ثانی

کوئی شے جب ہر وقت یا اکثر زیر نظر ہوتی ہو تو طبیعت اُس سے سیر ہو جاتی ہو
دیکھو حلوائی مٹھائی کھانے کا ایسا خواہش مند نہین ہوتا جیسے کہ ہم اور آپ ہوتے ہین
ادنیٰ درجے کے لوگ مثلاً چمار وغیرہ صدہا نوجوان مرد وعورت ایک جگہ بیٹھ کر کام کرتے
ہین لیکن کہین تاک جھانک نہین ہوتی اور نہ اِن اقوام مین زناکاری کی ویسی کثرت
ہو جیسے اعلیٰ طبقہ کے لوگون مین ہوتی ہو۔

سڑک پر کوئی خوبصورت عورت گذرتی ہو تو اُس پر آوازے کسنے والے تاک
جھانک کرنے والے سب اعلیٰ طبقہ کے یا اوسط درجے کے لوگ ہون گے۔ آپ کسی
چمار کہ ڈولی کی طرف جھانکتے نہ دیکھین گے۔ شاید لوگ یہ کہین کہ یہ اقوام بسبب بزدلی
کے جرأت نہین کرتے تو اول تو یہ خود نادرست ہو مگر خیر اس کو تھوڑی دیر کے لیے
تسلیم کر کے کہتے ہین کہ اچھا اِن کو جانے دو۔ کیا کسی انگریز کو بھی تاک جھانک کرتے
دیکھا ہے۔ لا بدی آپ "نہین" فرمائین گے۔ پس تعصب کو دور کر کے اگر بہ تعمق نظر دیکھا
جائے تو اِس کا سبب صاف طور پر واضح ہوجاتا ہو کہ از بسکہ وہ دن رات عورتون کو
دیکھا کرتے ہین اور ملتے جلتے ہین۔ ان کی نظرین سیر ہین۔ اگرچہ مین اِس سے انکار نہین کرسکتا

کہ یورپ مین زنا نہین ہی مگر ساتھ اس کے ہندوستانیون کے اس دعوے کو بھی لغو جانتا ہون کہ یورپ مین زن عفیفہ نایاب ہی۔ زانی و آوارہ شخص کی یہ ٹری پہچان ہے کہ راہون مین اسکی نظر پریشان اور جویا رہتی ہی۔ اہل یورپ مین یہ امر مفقود ہی۔ اور بالفرض محال اگر کثرت زنا ہو بھی تو اسکا سبب بے پردگی نہین ہی بلکہ اصل سبب یہ ہی کہ یورپ مین مردون کی قلت ہی۔ عورتون کی کثرت ہی۔ اس پر طرہ یہ کہ عورتین مردون سے قوت خاص مین بڑہی ہوئی ہین اور سب سے بڑی وجہ زنا کی کورٹ شپ ہی ولو سلمنا بے پردگی ہی سبب سہی۔ تو اصل یہ ہی کہ یورپ مین بے پردگی کی افراط ہی مسلمانان ہند مین تفریط ہے اوسط ان دونون کا وہ ہی جو شریعت محمدیہ مین ہی۔ رزیل اقوام مین پردہ نہین ہی تاہم ان کے مرد اعلی طبقہ و اوسط درجہ کے مردون سے بہت اچھے ہین۔ ممکن ہی کہ وحشی صاحب یہان یہ اعتراض کرین کہ پھر شہرون مین رنڈیون کو بیکار رہنا چاہیے حالانکہ ان کے کسب کا بازار گرم و روز افزون رہتا ہی۔ بجاے اسکے کہ لوگ ڈولیون کی طرف متوجہ رہین۔ اکثر کوٹھون پر دیکھے جاتے ہین۔ اسکے دو جواب ہین۔

(جواب اول) ہان ہان لوگ ڈولیون کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے ہین مگر ڈولیان کچھ سڑکون پر ہر وقت تو ہوتی نہین ہین۔

(دوسرا جواب) کوٹھون پر جو لوگ فاحشہ عورتون سے فیضیاب ہوتے ہین اس کا سبب یہ ہی کہ ان بازاری عورتون نے آوارگی اپنا پیشہ اختیار کر لیا ہی۔ مثلاً ایک بادشاہی باورچی ہی وہ طرح طرح کے عمدہ لذیذ کھانے پکاتا ہی۔ اس حال مین ضرور ہی کہ اس کی طبیعت سیر ہوا در ضرور رہی سیر ہو گی لیکن یہ سیری اس امر کی مقتضی نہین ہی کہ وہ کھانا ہی نہ کھائے۔ ہان یہ ہو گا کہ لالچ نہین باقی رہیگا دوسرون کو کھاتے دیکھے گا تو اس کھانے کو نظر شوق سے نہ دیکھے گا جیساکہ حلوائیون کو دیکھا جاتا ہی۔ ان بازاری فاحشہ عورتون کے پاس جانیوالے یا تو مجرد نوجوان ہوتے ہین یا وہ لوگ جنکو اسوقت عورت میسر نہین۔

(وذلک علے الاکثر) ہمارے اس دعوے کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہو گا کہ سڑک پر کوئی فرنگن گذرتی ہو یا کھلی جگہ پر بیٹھی ہو تو آوارہ سے آوارہ شخص بھی اسکو نظر بھر کر نہین دیکھتا۔ کیون نہین دیکھتا؟ اس لیے کہ وہ سمجھتا ہی اس کا پیشہ زناکاری نہین ہی۔

اسی طرح اگر ہندوستان مین اور ممالک اسلام کی طرح شرعی پردہ جاری ہو کہ عورتین چہرہ و ہاتھ کھولے ساتر لباس پہنکر سودا سلف خرید سکین مساجد مین جا سکین۔ عیدین مین حاضر ہون وغیرہ تو نہ مردون کی نیتین خراب ہون نہ کوئی ان کو گھور کر دیکھے نہ آوازے کسے جائین جیسا کہ ڈولیون پر چلنے کے وقت ہوتا ہی۔ کہ ہر کوئی ڈولی کی طرف ٹکٹکی لگائے منتظر ہی کہ شاید ہوا ہی پردہ الٹ دے شاید ایک جھلک ہی نظر آجائے۔ ومعاذ اللہ منہا۔

دلیل ثالث

شرعاً[عہ] وعقلاً دونون حیثیت سے مرد وعورت دونون پر طلب علم فرض ہی اور جس طرح مرد پر کسی علم کی طلب کی تعیین نہین ہی عورت پر بھی تعیین نہین ہی اور دونون ہر علم جہان تک ممکن ہو سیکھ سکتے ہین۔

سعدی شیرازی فرماتے ہین ؎ چو شمع از پی علم باید گداخت ۞ کہ بی علم نتوان خدارا شناخت ۞ پردہ مروجہ طلب علم سے مانع ہی۔ اس لیے کہ چار دیواری کے اندر عورتین فقط اپنے محارم سے پڑھ سکتی ہین۔ اول تو محارم کا حاوی علوم وفنون ہونا امر موہوم ہی۔ ثانیاً اگر ہون بھی تو مردون کو خود ایسے کام لاحق ہوتے جو گھر مین بیٹھنے سے قاصر ہین۔ ورنہ پڑھانے کے واسطے مردون کو بھی عورتون کی طرح پردہ نشین بننا پڑے گا۔

دلیل رابع

نوع[عہ] انسان کی دونون صنف مرد وعورت پر ذات باری تعالیٰ کا پہچاننا فرض ہی واجب الوجود کا پہچاننا مشاہدات پر موقوف ہی۔

یعنی تحقیق ارض وسماوات کا ملاحظہ کرنا پھر زمین پر طرح طرح کے صنائع وبدائع کا تماشا۔ پانی[سہ] کا

عہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ طلب علم ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہی۔ چونکہ مطلق علم کہا ہی اس لیے ہر علم کی طلب فرض ہوئی۔

عہ قال اللہ تعالیٰ ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر الایۃ فاحیا بہ الارض بعد موتہا۔

سہ وانزل من السماء ماءً۔

برسنا اور اس سے خشک زمین کا تر و تازہ ہو جانا۔ انواع و اقسام کے جانوروں کا تماشا اونٹ کی عجیب خلقت۔ پہاڑ کا بلند ہونا۔ اور پہاڑ پہ جو جو بہارین ہین ان کا ملاحظہ۔ سمندر کا تماشا۔ اُس پر کشتیون کا چلنا۔ باغون اور جنگلون کی سیر وللہ در من قال ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار — ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

چار دیواری مین بیٹھنے والی عورتین ان مشاہدات کے ملاحظہ سے مجبور محض ہین یا یون کہا جائے تو زیادہ صحیح ہوگا کہ پردۂ مروجہ شناخت پروردگار سے مانع ہے فاقسم باللہ ان ذلک الحجاب لقبیح لیس من شریعتنا۔

دلیل خامس

یہ لازمی بات ہے کہ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے آدمی کاہل ہو جاتا ہے چستی، و چالاکی نابود ہو جاتی ہے جسم مین بلغم پیدا ہو جاتا ہے۔ اضمحلال و سلب قوت ضروری ہے (کما صرح فی کتب الطب) تازہ ہوا نہ پہونچنی صحت جسمانی کو مضر ہے اگرچہ عادت ہو جانے سے محسوس نہ ہو۔

دلیل سادس

پردۂ چار دیواری کی رہنے والی خصوصاً قصبات کی عورتین بالکل اس شعر کی مصداق ہین ؎

ہین تالاب مین مچھلیان کچھ فراہم — وہی اُن کی دنیا وہی اُن کا عالم

ان عورتون کو نہ سڑک معلوم۔ نہ راستون سے واقفیت نہ یہ معلوم کہ فلان مکان کس طرف ہے۔ ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین جانا تو سفر کوہ قاف ہے۔ یہ عورتین ایک مکان سے دوسرے مکان مین پیدل جانا چاہین تو دشوار ہے۔ ہندوستان مین آئے دن غیر قومون سے جنگ وجدل کا اندیشہ رہتا ہے۔ حال ہی مین معاملہ گاؤکشی درپیش ہوا۔ ایسی حالتون مین یہ پردہ نشین عورتین اپنی ذات اور عصمت و عفت کی حفاظت قطعاً نہین کر سکتین جرأت پہلے ہی رخصت ہو چکی تھی۔ ہتھیار پاس نہین اور ہو بھی تو کس کام کا۔ ایک بھاگ جانے کی تدبیر تھی سو بھاگ کے جائین کہان۔ راہ نہین معلوم اور نہ بدن مین سکت۔ کوچہ و برزن سے بالکل ناواقف پس ان سب کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یا تو عصمت و آبرو کو خیرباد کہین دشمن کے ہاتھون قتل ہون۔ یا خود اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالین اور حرام موت مرین۔ اور یہی کثر

کو فاحیا بہ الارض بعد موتہا۔

ع افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت ﴿ والی السماء کیف رفعت للعہ والی الجبال کیف نصبت ﴿ والفلک التی تجری فی البحر

دیکھا اور سنا گیا ہے کہ عصمت مآب عورتوں سے حفاظت عصمت مین اور تو کچھ بن نہ پڑا کہین کنوئین مین گر پڑین یا کوٹھے پر سے کود پڑین غرضکہ اپنے کو ہلاک کر ڈالا۔ اس ہلاکت کا باعث پردۂ مروجہ ہے۔ اہلاک نفس انسانی امر قبیح ہے پردۂ مروجہ اسی کا سبب تھا وہ بھی امر قبیح ٹھہرا۔

مسلمانان ہند اس پردہ کو محافظ عصمت سمجھے ہین حالانکہ خود یہی پردۂ عصمت کا تباہ کرنے والا ہے فوالذی نفسی بیدہ لیس ھذا من حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظلمون۔

دلیل ثامن

پردۂ عالم مین اس وقت جتنی چیزین ہین پہلے مخفی تھین۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پردے مین نہ رہنا منشائے فطرت ہے۔

قرآن سے پردۂ مروجہ کا ابطال ثابت ہو گیا۔ احادیث نے اس کی تائید کی۔ کتب فقہ سے تحقیق ہو چکا اور عقلی دلائل نے یقین دلا دیا۔ اب باقی رہا اجماع امت سو وہ بھی سن لیجئے۔

ہندوستان مین پانچ کرور مسلمان ہین۔ جن مین ان شرفا کی تعداد جن کی عورتین چار دیواری کے اندر رہتی ہین شاید ہی ثلث یا ربع ہون اور اس کا پتہ مردم شماری سے متحقق ہے۔ باقی اور ممالک اسلام مین تو یہ پردہ ہی مفقود ہے۔ تمام دنیا مین قریب بیس کرور کے مسلمانون کی آبادی ہے جن مین ایک کرور (زیادہ سے زیادہ) مسلمانون مین یہ پردہ حبس ہے اور انیس کرور مسلمانون مین شرعی پردہ ہے۔ تو فرمائیے وحشی صاحب! اجماع امت کدھر ہے۔ یہ بات تو فی زماننا ہے۔ لیکن اوائل اسلام بلکہ ابتدائے آفرینش عالم سے لیجیے تو جہان تک تواریخ سے پتہ چلتا ہے کبھی مسلمانون مین پردۂ مروجہ کا رواج نہین تھا۔ تو علاوہ اس کے کہ پردۂ مروجہ خلاف شریعت محمدی اور زائد علی الشرع ہے عقل تمدن اور اجماع امت کے بھی منافی ہے۔ الحمد للہ علے احسانہ کہ کتاب ہذا اختتام کو پہونچی۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ پردۂ مروجہ زائد علی الشرع ہی نہین بلکہ معصیت ہے۔ لان اللہ تعالی قال من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون۔

والسلام علی من اتبع الھدی۔

سچّی عِفّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب لکھ چکنے کے بعد ہماری نظر سے "حجاب عصمت" مولفۂ مرزا محمد حسن گذری ہم کتاب ممدوح کی تردید نہین لکھتے اس لیے کہ شرعی بحث جس قدر اس مین ہو وہ بعینہٖ نقل کتاب الحجاب مولفۂ مولوی محمد یوسف صاحب وحشی ہو اگرچہ وہ بھی پوری نہین ہو۔ ہم فقط یہ بتا دینا چاہتے ہین کہ یہ کتاب کس پایہ کی ہو اور اس کے مؤلف صاحب اپنے ادعا مین کہان تک کامیاب ہوے ہین۔

منجملہ اور احادیث کے ایک حدیث یہ بھی لکھتے ہین (لعن اللہ الناظر و المنظور الیہ) اور اِس سے مطلب یہ نکالتے ہین کہ عورت کو ارادۃً دیکھنا ناروا ہو۔ ہم اس کا جواب مفصلاً لکھ چکے ہین اور مختصراً پھر لکھتے ہین کہ اس حدیث سے اشارۃً بھی یہ مطلب مستنبط نہین ہو سکتا ۱ الناظر صیغۂ مذکر ہے منظور صیغۂ مذکر ہو اور ۲ الیہ مین جو ضمیر ہے وہ بھی مذکر کی ہے۔ تو مطلب یہ نکلا کہ مرد مرد کو اگر ارادۃً دیکھے تو ملعون ہو۔ عورت کا کہین ذکر نہین ہو۔ خدا ہمارے دوست کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

دوسری حدیث۔ قال علی ان رسول اللہ صلعم نہانا ان ندخل علی النساء بغیر اذن ازواجھن ترجمہ۔ منع فرمایا ہمکو رسول اللہ نے اس بات سے کہ داخل ہون عورتون کے پاس بدون اجازت اُن کے شوہرون کے۔ حدیث کا یہ مطلب تو ظاہر و باہر ہے کہ عورتون کے نزدیک بلا ان کے شوہرون کی اجازت کے نہ جاؤ تو معلوم ہوا کہ باذن شوہران کی عورتون کے پاس جا سکتے ہین اور یہ پردۂ مروجہ کے منافی ہے۔

افسوس ہو کہ مرزا صاحب حدیث مین بھی اصلاح دیتے ہین کیونکہ آگے چل کر

وہ اس کے معنے فرماتے ہین باوجود اس بات کے کہ عورتین چھپی ہوئین پردے مین ہین لیکن پھر بھی تم کسی کام کے لیے بغیر ان کے شوہرون کی اجازت کے نہ جاؤ۔ اتنا بڑا لنبا چوڑا مطلب تو اس حدیث سے نہین معلوم ہوتا۔ این ایجاد بندہ باشد لیکن گندہ۔ علاوہ اس کے ہمکو صحت حدیث ہی مین کلام ہی۔ اور جیسا کہ ہم چوتھے مقدمہ مین بیان کر آئے ہین اس حدیث سے پردۂ مروجہ پر استدلال کرنا صحیح نہین ہی۔ ہمکو نہین معلوم کہ رسول اللہ نے کس موقع و محل پر فرمایا اور آیا اس کا حکم عام ہو سکتا ہی یا نہین۔

تیسری حدیث۔ یعنے میمونہ رسول اللہ صلعم کے پاس بیٹھی ہوئی تھین کہ ابن ام کلثوم نابینا آپ کے پاس آئے اور میمونہ نے پردہ نہین کیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم نے پردہ کیون نہین کیا الخ۔

اس حدیث سے پردۂ مروجہ پر استدلال بہ چند وجوہ غلط ہی۔ اولاً خود حدیث مجروح ہی۔ کیونکہ اس مین ایک راوی یونس بن یزید ہی۔ تقریب التہذیب مطبوعہ فاروقی صفحہ ۲۸۷ مین مرقوم ہی۔ یونس بن یزید ثقۃ الا ان فی روایتہ عن الزہری وہما قلیلا یعنے یونس بن یزید ثقہ تو ہین لیکن ان کی جو روایت ابن شہاب زہری سے ہی اس مین تھوڑا وہم ہی۔ اصول حدیث مین یہ طے پاچکا ہی کہ حدیث جب مشکوک ہوئی تو اس سے تمسک درست نہین ہی۔ ثانیاً ہم قل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن کی تفسیر مین لکھ آئے ہین کہ مرد اپنی آنکھین نیچی رکھین۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہی کہ جناب میمونہ اندھے کی طرف برابر دیکھتی رہین اور عورت کا مرد کو آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا بلاشک نادرست ہی اور اسی کو جناب رسول خدا صلعم نے منع کیا۔

ثالثاً یہ بھی نہین معلوم کہ ازواج مطہرات کس حال مین تھین اور وہ نابینا کس حال سے چلا آیا کیونکہ حدیث کے الفاظ اقبل ابن مکتوم فدخل علیہ سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بلا اجازت گھسے چلے آئے ممکن ہی کہ جناب ام المومنین ایسی باتون مین مشغول ہون جو اس نابینا کو سُننی نہین چاہیے تھین۔

رابعاً جبکہ ہم قرآن سے مفصلاً اور نیز احادیث سے یہ ثابت کر آئے کہ عورتین ساتر لباس پہن کر چہرہ و کفین کھولے باہر نکل سکتی ہین اور ازواج مطہرات بعد آیت حجاب کے بھی نکلا کرتی تھین تو یہ مجروح و مشکوک حدیث قابل استشہاد نہین ہی۔ جناب

مرزا صاحب نے یہ آیت ولا تقربوا الزنا سے پردۂ مروجہ پر عجیب استدلال کیا ہے۔ وہ کہتے ہین کہ بے پردگی مقدمہ زنا کا ہے لہذا یہ بھی حکم زنا مین داخل ہے۔

مین کہتا ہون کہ بے پردگی سے آپ کی کیا مراد ہے۔ اگر وہ بے پردگی مراد ہے جو یورپ مین دائر وسائر ہے تو بے شک وہ مذموم و مقبوح ہے اور اگر وہ بے پردگی مراد ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہے تو وہ ہرگز مقدمہ زنا کا نہین ہے۔

پھر مرزا صاحب فرماتے ہین "یعنے زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو یہ نہ فرمایا کہ زنا نہ کرو اس سے مقصود یہ ہے کہ جو اسباب و داعی زنا کے ہین ان سے بھی بچو" ہان اس کے ہم بھی قائل ہین لیکن اگر صرف اتنے ہی سی آپ پردۂ مروجہ کا اثبات چاہتے ہین تو پھر آپ کو بھی پردہ نشین بننا پڑے گا۔ اس لیے کہ جب آپ گھر سے باہر نکلین گے عورت ضرور نظر پڑے گی۔ شہر مین رنڈیان ضرور ہی نظر آئین گی اور یہ سب زنا کے مقدمات ہین پس اس سے بچنے کے لیے آپ اور تمام آپ کے ہم خیالون کو عورتون کی طرح چار دیواری کے اندر بیٹھا رہنا چاہیے وان ھذا لشئ عجاب۔

پھر مرزا صاحب فرماتے ہین کہ "ہندوستان کی مشہور اور تجربہ کار شاعر حضرت نظامی عورتون کی بابت فرماتے ہین"

اس مین شک نہین کہ نظامی گنجوی ہندوستان کے شاعر تھے اور ہمارے دوست مرزا صاحب کو علاوہ دینیات کے تاریخ دانی مین بھی کمال ہے۔

بھلا جس شخص کو اتنی بھی واقفیت نہ ہو کہ نظامی جیسا مشہور شاعر کہان کا تھا وہ مولوی عبد الحلیم صاحب شرر کی تردید مین قلم اٹھائے تو سوائے تعجب کے کیا کہا جائے۔

پھر نظامی کے اشعار ذیل سے سند لاتے ہین۔

اگر نیک بودے سہر کار زن — زنان را مزن نام بودی نہ زن

مشو ایمن از زن کہ زن پارسا ست — کہ خر بستہ بہ گرچہ دزد آشنا ست

اس کے کئی جواب ہین۔

(۱) نظامی نہ کوئی مذہبی عالم تھے نہ مجتہد تھے ہان ایک شاعر کی حیثیت رکھتے ہین پس بمصداق قولہ تعالی الشعراء یتبعھم الغاوٗن یہ مردود قول ہے۔

(۲) ان مشہور فارسی شاعر نے یہ ایک صریحی غلطی کی ہے۔ مین پوچھتا ہون کہ آیا تمام

دنیا کی عورتون کا انجام اچھا نہین ہی یا بعض عورتون کا - اگر کل عورتون کا انجام اچھا نہین ہی تو خدیجۃ الکبریٰ جناب سیدۃ النساء عائشہ صدیقہ وغیرہن کا انجام بھی اچھا نہین ہونا چاہیے معاذ اللہ منہا ایسے قائل کو خدا سمجھ دے - خدا نظامی صاحب پر رحم کرے اور اگر بعض عورتون کا انجام اچھا نہین ہی تو بعض مردون کے انجام بھی اچھے نہین ہین - انجام کا اچھا نہ ہونا پردہ کا مستلزم تھا تو جس طرح بعض عورتین خرابی انجام کی وجہ سے مستحق پردۂ حبس تھین بعض مردون کو بھی جن کا کام و انجام نہین اچھا ہی ایسے ہی پردۂ حبس مین بیٹھنا چاہیے -

وعلیٰ ہذا القیاس دوسرا شعر بھی اسی پایہ کا ہی - اس کا مطلب تو یہ ہی کہ عورتون پر گمان نیک ہی مت کرو کیونکہ عورت کا پارسا ہونا امر محال ہی - شاید ہمارے مسلم شاعر نظامی اور ان کے ہم خیال لوگون کو اس کا تجربہ ہو لیکن ہم تو قرآن شریف کے حکم کے موافق کسی پر بدگمانی کرنا فسق سمجھتے ہین کما قال اللہ ظن المومنون والمومنات بانفسہم خیرا پھر اس سے بھی صاف ہے یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم (ترجمہ) مسلمانو! بہت سی بدگمانیون سے پرہیز کرو کہ بعض بدگمانیان گناہ ہین میری دانست مین بلا وجہ کسی کو پارسا نہ سمجھنا علاوہ اسکے کہ انسانیت و تہذیب کے خلاف ہی اس سے بڑا کوئی گناہ نہین ہی -

(۳) الفاظ کا استعمال دو حیثیتون سے ہوتا ہی - من حیث الجامد اور من حیث المشتق - مثلاً فرس عربی لفظ ہی - اس کی دو حیثیتین ہین ایک حیثیت تو جامد کی ہی جب کہ گھوڑے کے معنے مین ہو اور اس حال مین یہ نہین کہہ سکتے کہ گھوڑے کو فرس اس واسطے کہا کہ اس مین فراست ہوتی ہی بلکہ یہ لفظ اسم جامد ہی - اور دوسری حیثیت مشتق کی ہے (فا بحثہا طویل)

اسی طرح لفظ "زن" ہی "زن" جب انسان کی ایک صنف کا نام ہو تو وہ اسم جامد ہی اور جب مارنے کے معنے مین ہو تب مشتق ہی - پس ایک حیثیت کو دوسری حیثیت سے کوئی سروکار نہین ہی -

(۴) لو سلمنا نظامی ہی کا کہنا صحیح ہی تو بھی آپ کا مطلب حاصل نہین ہوتا - عورت کو زن لکھنے سے یہ کہان لازم آتا ہی کہ عورت کو مارو بلکہ اس سے تو یہ معنی مفہوم

ہوتے ہین کہ عورت سے آپ مخاطب ہو کر کہتے ہین "زن" یعنے تو کسی کو مار۔

(۵) اگر نیک بودی سرانجام زن الخ۔

ہر صفت کے تین درجے ہوتے ہین مثلاً نیک۔ نیک تر۔ نیک ترین۔ بد۔ بدتر بدترین۔ نظامی نے عورت کے نیک محض ہونے سے انکار کیا ہے۔ تو مطلب یہ ٹھہرا کہ عورت نیک نہین بلکہ نیک تر یا نیک ترین ہے اور اسی واسطے اسکو "زن" سے خطاب کیا کہ دوسرون کو تادیباً زد و کوب کرے۔

مرزا صاحب ارقام فرماتے ہین کہ "اطبا نے تسلیم کر لیا ہے کہ عورتون مین عقل فاسد کا مادہ زیادہ ہے" مین نہین سمجھتا کہ آپ نے یہ مقولہ کس طبی کتاب سے اخذ کیا ہے مین یہان بھی وہی سوال پیش کرتا ہون کہ آیا تمام عورتین فاسد عقل کی ہین یا بعض۔ شق اول صریح البطلان ہے اور شق ثانی مین مرد بھی اس سے بری نہین ہین۔

مشکل اور تعجب تو اس کا ہے کہ خود مرزا صاحب کی تقریرین اس مین متضاد ہین آپ صفحہ پانچ تیرھوین سطر مین فرماتے ہین کہ "عورتین ناقص عقل ہین ان مین مادہ خواہش نفسانی بہ نسبت مردون کے زیادہ ہوتا ہے" پھر صفحہ چودہ تیرھوین سطر مین لکھتے ہین کہ "اطبا اور فلاسفرون نے انکو یون ثابت کیا ہے کہ مردون نے بہ نسبت عورتون کے اور اسی طرح حیوان مطلق مین بھی تذکیر مین بہ نسبت تانیث کے عموماً زیادہ حرارت ہوتی ہے" یہ دونون تقریرین آپس مین متباین ہین۔ حرارت کا زیادہ ہونا مستلزم ازدیاد خواہش نفسانی ہے اور جب کہ مردون مین حرارت زیادہ ہے تو لابدی شہوت نفسانی بھی زیادہ ہوگی۔ آپ ایک جگہ عورتون مین خواہش نفسانی زیادہ لکھتے ہین اور ایک جگہ مردون مین زیادہ بتاتے ہین۔

پھر مرزا صاحب لکھتے ہین "اسی لحاظ سے ان کا شمار ان چیزون مین کیا جاتا ہے جو باعث فساد مان لی گئی ہین"

اول تو عورتون کے باعث فساد ہونے سے ان کی فاسد العقلی اور برائی ثابت نہین ہوتی۔ اہل ہنود گائے کا بہت احترام کرتے ہین اور اسی احترام کی وجہ سے اس کو ذبح کرنا گناہ سمجھتے ہین۔ ذبح گاؤ مسلمانون اور ہندؤن مین باعث فساد ہے لیکن اسی باعث فساد ہونے سے فی نفسہ گائے مین کوئی خرابی نہین بلکہ ان جگہ ان لوگون کی عقل کا قصور ہے جو لڑتے جھگڑتے ہین۔

ثانیاً ہان اگر عورتین خود مردون مین جنگ و جدال کا باعث ہوتین تو البتہ انکی ذات کا قصور رہوتا۔

ایک عورت پر دو شخص عاشق ہو کر آپس مین کٹ مرے تو خود ان دو احمق مردون کا قصور ہی عورت اس سے بالکل بری الذمہ پس مرد خود باعث فساد ٹھہرا

پھر مرزا صاحب کہتے ہین "عورتین قواے عقلیہ مین مردون سے کمزور و ضعیف ہین" یہ بالکل غلط اور مہمل خیال ہی۔ مین کہتا ہون دنیا مین کون ایسا مشکل اہم مسئلہ ثابت ہوا جہان مردون کی عقل رسا ہوئی ہو اور عورتین وہان تک نہ پہونچ سکی ہون۔ ہر زمانہ اور ہر ملک مین جہان عورتین آزاد رہی ہین ہمیشہ مردون کے ساتھ قدم بہ قدم رہین۔ خیر القرون مین جیسے جگہ علیؓ و ابن عباسؓ وغیرہما میدان علم و ذکاوت کے شہسوار مانے جاتے تھے وہین عائشۂ صدیقہ و فاطمۃ الکبریٰ وغیرہما بھی سپہر علم و فضل کی دو آفتاب تھین۔

حضرت رابعۂ بصریہ کی نظیر مردون مین آج تک زمانہ پیدا نہ کرسکا اگر زمانہ نے مساعدت کی تو "پردۂ عصمت" کے صفحون مین آپ دیکھین گے کہ اسلام مین کیسی کیسی بہادر اور عالمہ فاضلہ عورتین گذری ہین رامچندر کی بیوی۔ سیتاجی کا پنجۂ راون مین پھنس کر باعصمت نکل آنا خود اس امر پر روشن دلیل ہی کہ عورتین اپنے دل پر کیسا قابو رکھتی ہین

پھر مرزا صاحب تحریر فرماتے ہین کہ فطرۃً مرد عورت پر حکمران و زبردست ہے۔ اب تو مرزا صاحب آفتاب پر خاک ڈالنے لگے اگر آپ ذرا بھی عقل و انصاف سے کام لیتے تو معلوم ہوجاتا کہ نصف دنیا سے زیادہ پر عورت حکمران ہی۔ ایک طرف قیصرۂ ہند تھین۔ شہنشاہ بیگم چین۔ ملکۂ اسپین۔ ملکۂ ہالینڈ۔ اگر یہ کہا جاے کہ یہ جمہوری سلطنتین ہین تو جناب عالی سواے سلطان روم و زار روس کے مردون کی بھی تمام سلطنتین جمہوری ہین فما الفرق بینہما۔

پھر مرزا صاحب اس ادعا پر آیت ذیل سے سند لاتے ہین۔ الرجال قوامون علی النساء مرد عورتون پر تسلط رکھنے والے ہین اولاً تو قوامونکے معنی حکمران کے نہین ہین اور بفرض محال اگر یہی معنی ہین تو بھی آپ کا مفہوم ثابت نہین ہوتا۔

چونکہ آپ نے اپنی کتاب مین کہین کہین صغریٰ کبریٰ بھی چھانٹا ہی اس لیے مین

بھی تھوڑی سی منطقی بحث کرتا ہون۔

الرجال قوامون علی النساء قضیۂ مہملہ ہی۔ فن منطق مین یہ مسلم ہوچکا ہے کہ قضیۂ مہملہ یعنی جس قضیہ کا سور نہو وہ قضیۂ جزئیہ کے حکم مین ہوتا ہی مثلاً الحیوان انسان۔ بعض الحیوان انسان کے حکم مین ہی۔ پس الرجال قوامون علی النساء کے معنی ہوی بعض الرجال قوامون علی بعض النساء یعنی بعض مرد بعض عورتون پر حکمران ہین۔ اور ظاہر ہی کہ بعض مرد کے بعض عورتون پر حکمران ہونے سے پورے طبقہ کا تسلط پورے طبقہ پر لازم نہین آتا اگر یہ کہا جاسے کہ ہر عورت اپنے خاوند کی تابع ہی تو اس صورت مین پورے طبقۂ ذکور کا تسلط پورے طبقۂ اناث پر لازم ہوگا تو ہم اسکا جواب دین گے کہ اس حال مین بھی عورتون ہی کا تسلط مردون پر قائم رہے گا۔

ہر شخص پر مان کی اطاعت۔ بڑی بہن کی اطاعت۔ پھوپھی اور خالاؤن وغیرہ کا ادب فرض ہی۔ غالباً اس سے کوئی فردبشر انکار نہین کرسکتا۔ تو ایک مرد ایک عورت یعنی اپنی بی بی پر تو حاکم ہی اور کئی عورتون کا خود محکوم ہی۔ اس صورت مین عورتون کی حکمرانی مردون پر بڑھی ہوئی ہی۔

آدم پہلے پیدا ہوے اور حوا بعد کو پیدا ہوئین۔ اس سے تو کوئی فضیلت ثابت نہین ورنہ لازم آئے گا کہ آدم۔ موسیٰ وعیسیٰ وغیرہ مردون مین اور حضرت آسیہ وخدیجۃ الکبریٰ یہ لوگ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل ہون ولاشک انہ غلط۔

اس کا کوئی ثبوت نہین کہ حوا آدم کی پسلی سے پیدا ہوئین۔ یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا اس آیت سے تو آپ کا مدعا نہین ثابت ہوتا کہ حوا کی پیدائش آدم کی پسلی سے ہوئی "منہا" مین ہا کی ضمیر راجع ہی "نفس واحدۃ" کی طرف اور خدا فرماتا ہی کہ اسی نفس واحدہ سے آدم پیدا ہوے اور اسی نفس واحدہ سے اس کی بیوی پیدا ہوئی۔ یعنی ایک ہی نفس سے میان بیوی دونون کی پیدائش ہی فمن این مطلوبکم ثابتۃ۔

کہنے کو تو ایک ادنیٰ شخص بوعلی سینا کو فاتر العقل کہہ سکتا ہی۔ لیکن عورتون کے ناقص العقل ہونے پر آپ نے کوئی دلیل نہین قائم کی بلکہ کتب تواریخ اس امر پر شاہد ہین کہ عورتین عقل مین کسی طرح مردون سے کم نہین ہین۔ دور کیون جائیے۔ حال ہی مین

دیکھیے کہ چین کا بادشاہ مرد تھا۔ وہ سلطنت کا کاروبار نہ سنبھال سکا اور ایک عورت کس خوبی سے داد فرمان روائی دے رہی ہے۔ باقی رہا عورتون کا کمزور ہونا سو ہندوستان کی پردہ نشین عورتین تو اس شرمناک پردہ کی وجہ سے کمزور بلغمی مزاج ہوگئی ہین۔ وحشی اقوام مین دیکھیے کہ عورت و مرد دونون مساوی المرتبہ ہین۔

ہان بعض ملکون کی آب وہوا مین دوسری تاثیر ہو تو خیر جیسا کہ حیدرآباد دکن کی عورتین مردون سے زیادہ قوی ہوتی ہین۔ پھر اس سے اگر یہ کلیہ مان لیا جائے کہ کل عورتین کل مردون سے قوی ہوتی ہین تو شاید کوئی ذیعقل تسلیم نہین کرے گا اللہ تعالے فرماتا ہے ولھن مثل الذی علیھن یعنے عورتون کے حقوق مردون پر ایسے ہی ہین جیسے مردون کے حقوق عورتون پر ہین۔ پھر ہم صاحب حجاب عصمت کا کہنا کیسے مان لین کہ عورتین مردون سے ہر بات مین گھٹی ہوئی ہین وما اللہ لیل علیھا۔

پھر مرزا صاحب ہر ملکے وہر رسمے یعنے مصلحت رواجی پر بحث کرتی ہین۔ اس کا جواب صرف اسی قدر کافی ہے کہ جب قرآن وحدیث سے ایک حکم ثابت ہوگیا تو مصلحت رواج کوئی چیز نہین ہے۔ احکام ربانی ایسے نہین جو ہر ملک۔ ہر قرن۔ ہر جگہ اور ہر موقع پر نافذ ہوسکتے ہین ورنہ یہ کوئی انگریزی قانون نہین ہے جو ہر سال ترمیم ہوا کرے۔

گذارش

یہ کتاب چھپنے سے پہلے ہی لکھنو بھر مین مشہور ہوگئی بعض کرم فرماون نے ہم کو دھمکی بھی دی کہ کتاب واپس لے لو ورنہ اس کا جواب دندان شکن دیا جاے گا۔ بعض مشفقون نے ہم کو ذُریات شیاطین کا بھی لقب دیدیا۔

ہم بہر حال اپنے مسلمان بھائیون کے ان خطابات سے خوش اور ان کے ممنون ہین۔ یہ وہی خطابات ہین جو مشرکین عرب نے ہمارے دادا محمد رسول اللہ صلعم اور علی ابن ابی طالب و عبداللہ بن عباس وغیرہم کو عطا کیے ہین۔

بعض فرقون مین اب بھی صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم وغیرہ اسی خطاب سے یاد کیے جاتے ہین۔

ہم کس نیت سے "پردۂ عصمت" کے اجرا مین کوشش کر رہے ہین خواہ وہ بری ہو یا بھلی اس کا علم خدا کو ہی۔ ہم اپنے کو بر سر حق سمجھتے ہین اس لیے اب اس سے پھرنا داخل معصیت ہی اگر فی الحقیقت ہم حق پر ہین تو مستحق ثواب ہین اور ہم کو اس راے سے کوئی نہین پھیر سکتا واللہ الموفق بالخیر۔

اور اگر ہماری راے غلط ہی تو مخطی ہین اور مخطی پر مواخذہ نہین ہی ہم آخر مین یہ بھی کہ دینا چاہتے ہین کہ ناشایستہ اور کریہ الفاظ استعمال کرنے شایستہ لوگون کی شان نہین ہی جیساکہ بعض عنایت فراؤن نے ہم پر طعنے اور ناذیبا الفاظ کہے اور ہم ان کا شکریہ ادا کر کے رخصت ہوتے ہین۔

الراقم الآسی احمد مختار عباسی چڑیاکوٹی

آپ کا کتب خانہ اِن کتابونسے خالی تو نہین؟

مقدس نازنین - یا پوپ اگنس بالکل نیا اچھوتا اور انتہا سے زیادہ دلکش ناول - پُرانی مسیحیت - رہبانیت و علم و فضل - ایک حسین مسیحیہ عورت کا پوپ منتخب ہو جانا اور آخر مسلمانون کی تدبیر سے نجات پانا - قیمت (عہ)

ایام عرب ہر دو حصہ جاہلیت عرب کے دلچسپ معنی خیز اور سراپا عبرت واقعات - اُس سادی زمین کی سرگذشت جس پر بعد کو اسلام کی داغ بیل پڑی - عربی حُسن و عشق کی جیتی جاگتی تصویرین - قیمت (عگ)

فردوس برین - عجب پُر لطف اور حیرت مین ڈالدینے والے اسرار جیتے جی فردوس برین کی سیر - فرقۂ باطنیہ واسماعیلیہ کی سچی تاریخ کوہسار طالقان کی باطنی سلطنت - فلسفۂ الٰہی کے نازک مباحث حقیقی بے نفسی اور کیادی کی ریاکاری مین نمایان امتیاز - نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز

فلورا فلورنڈا - نہایت دلکش اور دل پر اثر کرنے والا ناول اسپین کے عیسائیون کا مجنونانہ تعصب اور اسلامی خلافت کی معدلت پروری

ملک العزیز ورجنا صلیبی لڑائیان اسلامی جوش سُلطان صلاح الدین اور رچرڈ شیر دل - اِس کے ساتھ حُسن و عشق - قصہ ؟ نہین جیتی جاگتی تصویرین - قیمت - (عہ)

حسن انجلینا - روم و روس کی لڑائیان ایرانیون کا جوش دین - اور آخر مین تاالفاقی کے نتائج - قیمت (عہ)

منصور موہنا - خالص مذہبی جوش لئوت قومی غیرت - محمود غزنوی کے حملے اور ہندو مسلمانون کے ابتدائی تعلقات - (عہ)

شہید وفا حسرت بھری داستان - اُندلس کی اسلامی حکومت کا آخری دور - عشق و دیانت مظلومی و وفاداری - قیمت (عہ)

درگیش نندنی - ایک بنگالی دلچسپ ناول کا ترجمہ - قیمت - (عہ)

دلکش ہر دو حصہ - وہ دلچسپ ناول جو بغیر ختم ہوئے ہاتھ سے نہین چھوٹ سکتا - قیمت - (۱۴ر)

دلچسپ ہر دو حصہ - لائق مصنف کی سب سے پہلی تصنیف - ہندوستانی معاشرت - خاندانی جھگڑے - قیمت - (۱۴ر)

بدر النسا کی مصیبت - جو ترمیم و اصلاح کے بعد از سر نو چھاپی گئی ہو - نہایت پُر لطف اور عبرت - قیمت - (۶ر)

ملکۂ زنوبیہ - حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک عربیہ شاہزادی کے حالات زندگی قیمت (۳ر)

حسن بن صبّاح۔ شیخ الجبال بانی فرقۂ باطنیہ اور حشیشین کے کارنامے۔ اس مذہب اور اُس کی سلطنت و سطوت کی دلچسپ تاریخ۔ لوگوں کو ضرور ملاحظہ کرنا چاہیے۔ قیمت (۶/)

اسلامی سوانح عمری۔ چند مستند و مشہور علماے اسلام کے تاریخی حالات قیمت (۸/)

لاٹرڈ بیکن۔ فلسفہ کے نامور مجدد اور یورپ کی موجودہ ترقیوں کے بانی مبانی کی سوانح عمری۔ قیمت (۱۲/)

تاریخ بغداد۔ دار الخلافت بغداد کے عروج و زوال کا مختصراً اور مجملاً حال۔ ۶/

افسانۂ قیس۔ مجنون عامری کی سوانح عمری از ابتداے عشق لیلیٰ تا مرگ۔ ۳/

دلگداز۔ سنہ ۱۸۸۸ء (عہ/)

دلگداز۔ سنہ ۱۸۹۰ء (عہ/)

دلگداز۔ سنہ ۱۸۹۱ء (۶/)

دلگداز۔ سنہ ۱۸۹۳ء (عہ/)

دلگداز۔ سنہ ۱۸۹۵ء (عہ/)

دھوکا یا طلسمی فانوس۔ رینالڈز کا ناول اور مسلم الثبوت زبان دان بذلہ سنج منشی سجاد حسین صاحب ایڈیٹر اودھ پنچ کا ترجمہ۔ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت اس ناول کی دلچسپی کا ہو سکتا ہے۔ قیمت (۱۲/)

افشاے راز۔ زمانے کی رفتار اور ابناے جنس کی بدسلوکیاں۔ قیمت (عہ/)

خونی قسمت۔ مے ڈلٹن کا ترجمہ جعلسازی و دغابازی کی شکست نیک نفسی و پاک طینتی کی فتح۔ قیمت۔ (عہ/)

(تصانیف منشی سید عاشق حسین صاحب لکھنوی)

تارا۔ میڈوز ٹیلر کے اسی نام کے نہایت دلچسپ ناول کا ترجمہ تلجاپور کا منظر بچپن کی بیوگی اور اس کا انجام۔ قیمت (۱۲/)

نشیب و فراز۔ متلون مزاجیوں کے نتائج۔ اور شاہی خاندانوں کا عروج و زوال۔ عہ/

مظفر و راما بائی۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے کا ایک سچا واقعہ نہایت دلچسپ۔ قیمت (۱۳/)

نرالی ادا۔ نام ہی بتا رہا ہے کہ کیا چیز ہوگی۔ ۱۰/

ناوک حسرت۔ ابناے زمانہ کی بدسلوکیاں قیمت۔ (۱۰/)

مشتاق و زہرہ۔ سلطان عالم واجد علی شاہ کے عہد کا واقعہ۔ غدر کے سین۔ شرفا کی تباہی و بربادی۔ قیمت (عہ/)

اسلم و حبیبہ۔ حسن و عشق کے سچے جذبات قیمت۔ (۱۰/)

(تصانیف جناب حکیم محمد علیخان صاحب ایڈیٹر مرقع عالم)

عبرت۔ جان وہنوریا کا دلچسپ ناول تین حصے۔ قیمت۔ (عہ/)

جعفر و عباسہ۔ پردہ نہ کرنے کی خرابیاں سچا واقعہ۔ قیمت (عہ/)

پردۂ عصمت

ایک نہایت ہی قابل قدر، پُرزور۔ پُرجوش اور پُرلطف پرچہ

جو عورتون کو اُن کے دینی و دُنیاوی حقوق دلوانیے۔ اُن مین

تعلیم کو رواج دینے۔ اُنھین ذلت سے نکالنے۔ اور اُن مین

قومی اصلاح کی قوت پیدا کرنے کے لیے ماہوار شائع ہوتا ہی۔ ہر

نمبر مین کسی لائق و محترم خاتون کی سوانح عمری بھی ہوتی ہے۔

قیمت مع محصول ڈاک صرف ایک روپیہ سالانہ۔ نمونے کا پرچہ

ار کا ٹکٹ وصول ہونے پر روانہ ہوگا۔ بیویو اپنے اس خادم کو

ضرور لو۔ دیکھو۔ پڑھو۔ اور اُس کی قدر کرو۔

المشتہر۔ منیجر پردۂ عصمت بیگم گنج۔ لکھنؤ